Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ سالانہ
ہندوستان ۔/۱۲ روپے
ششماہی
۶-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۱۱ | ۲۰ تبوک ۱۳۴۱ ہش ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر۲۳

اخبار احمدیہ

نخلہ ۱۴ ستمبر (بوقت دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی شکایت رہی رات نیند آگئی اس وقت نسبتاً اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۸ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلسلہ کے کام سے کلکتہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں آپ کے اہل بفضل تعالیٰ قادیان میں خیریت سے ہیں۔ البتہ دونوں صاحبزادیوں کو کھانسی کی شکایت ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد کامل صحت بخشے اور محترم صاحبزادہ صاحب کا سفر و حضر میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور خیریت سے دارالامان واپس لائے۔ آمین۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی ہارواڑ (کرناٹک) میں ایک احمدی کی "اسلام اور سیرت حضرت نبی کریم صلعم" پر پُر اثر تقریر

دھارواڑ مورخہ ۹/۲/۶۲ بروز اتوار بوقت مغرب ٹھیک ۶ بجکر ۳۰ منٹ پروگرام کے مطابق محترم قاضی سید امیر الدین صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ڈی سی نے اپنی تقریر تھیوسوفیکل سوسائٹی دھارواڑ میں اسلام اور سیرت حضرت نبی کریم صلعم پر کنڑی زبان میں فرمائی جو ۱½ گھنٹہ تک جاری رہی۔ آنمکرم کی خواہش کے مطابق مکرم غوثو میاں صاحب اور خاکسار نے بھی پروگرام میں شرکت کی۔ نیز مکرم حکیم عبدالرحمٰن صاحب مبلغ سندگرام بھی جو اتفاقاً اسی دن ہبلی تشریف لائے تھے۔ ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔

محترم قاضی صاحب نے اپنی تقریر میں لفظ اللہ، رحمان اور رحیم کی لطیف تشریح کرتے ہوئے اسلام کے معنی شانتی اور صلح پسندی وغیرہ پر ایک سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ اور مثال دیتے ہوئے بتایا کہ جس طرح چاند۔ سورج اور سیارے کبھی آپس میں نہیں ٹکراتے بلکہ اپنی اپنی سمت میں رہ کر گویا امن اور شانتی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح اسلام بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ جن کی تعلیم پر عمل کرنے سے دنیا کے سب مذاہب باہم طور پر نظام شمسی جیسا امن والا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ پس یہی اسلام کے مختصر معنی اور تعلیم ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت نبی اکرم صلعم کی سیرت کے چند ایک چیدہ چیدہ واقعات بتائے جس میں نجران کے عیسائی وفد اور ان کے ساتھ حضور صلعم کا رواداری کا سلوک۔ فتح مکہ کے بعد کفار مکہ جو انتہا درجہ ظالم ثابت ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ہمدردانہ برتاؤ لیعنی لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف فرما دینا اسی طرح طائف کی تبلیغ کا واقعہ جو باوجود ستائے جانے کے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ان ظالموں کے حق میں دعا ہی فرمائی وغیرہ تفصیل سے بتایا۔ ایسے ہی آپ کے خلفاء عظام اور صحابہ کرام کی طرح حضور کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے چند ایک واقعات بتا کر آخر میں حاضرین مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی۔ بعد تقریر کے سوسائٹی کو چند ایک مخصوص انگریزی لٹریچر پاسٹ جو اسلامی تعلیم سے متعلق ہیں۔ تحفۃً پیش کیا گیا۔ جسے سوسائٹی کے منتظمین نے بخوشی قبول کر لیا۔ اور صدر صاحب جلسہ نے محترم قاضی صاحب سے دوبارہ یہ درخواست کی کہ آپ بار بار ہمیں اسلام سے روشناس کراتے رہیں۔

بعد شکریہ کے یہ بارونق مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

والسلام

خاکسار منڈا سگر

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہبلی

ہندوستانی کمیونسٹ لیڈر مسٹر ایس کے ڈانگے مظفر پور میں

جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلامی لٹریچر کی پیشکش

مظفر پور ۲۰ ستمبر۔ مظفر پور میں ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی کے سرکردہ لیڈروں کی ان دنوں ایک کانفرنس ہو رہی ہے جس میں مسٹر بھوپیش گپتا ایم۔ پی اور مسٹر ایس۔ کے ڈانگے بھی شرکت کر رہے ہیں۔ اس موقعہ پر محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مظفر پور نے یکم ستمبر کو ان کمیونسٹ لیڈروں کو دعوت عصرانہ دی۔ بیس کے قریب معززین نے شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے مسٹر ایس۔ کے ڈانگے کی خدمت میں مندرجہ ذیل اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔

۱۔ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہندی ایڈیشن

۲- Islam versus Communism
The Life and Teaching of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad 3- Islam
4- The Present day 5. Characteristics of Quranic Teachings

موصوف نے شکریہ کے ساتھ لٹریچر قبول کیا اور اسی وقت کچھ دیر تک لٹریچر کو اٹھا کر اس کے مضامین کو دیکھتے رہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین۔ — تبلیغ حق ۲۲

ہم۔ ہمارا فرض ہے اس میں برکت دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎
"ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار"
خاکسار
عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
مقیم مظفر پور (بہار)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

یو۔پی کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

میں نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے ماتحت ۱۹؍جولائی کو بمبئی سے یوپی کی جماعتوں کے دورے پر نکلا۔ مکرم جناب عبدالستار صاحب شاہ آبادی بنارس تک میرے رفیق سفر رہے۔ ایک بزرگ صورت اور نیک مزاج انسان جن کی چند گھنٹوں کی صحبت بہت دنوں تک یاد رہتی ہے۔

بنارس ۲۰؍جولائی کو میں دن کے ۱۱ بجے بنارس پہنچا۔ اور مکرم جناب عبدالسمیع خان صاحب کے دولت کدے پر قیام پذیر ہوا۔ اگرچہ یو۔پی کی جماعتوں کا دورہ بہت دنوں سے زیر غور تھا۔ مگر اس کا پروگرام اس طرح بنا کہ بنارس اور اس سے قریب کی جماعتوں کو ہفتہ عشرہ پہلے اس کی اطلاع نہیں دی جا سکی۔ خصوصاً بنارس تو میں اس طرح پہنچا کہ وہاں کے احباب کو میری آمد سے صرف بارہ گھنٹے پہلے اس دورے کے پروگرام کی اطلاع مل سکی۔ پھر بھی شام تک اکثر احباب جماعت سے ملاقات ہو گئی۔ رات احباب جماعت سے مختلف موضوعوں پر تبادلۂ خیالات کرتے کٹ گئی۔

میں نے اپنے اس تبلیغی سفر کی اطلاع یو۔پی کے دو ایسے غیر احمدی دوستوں کو بھی دی تھی جو ایام طالب علمی میں میرے دوست سمجھے جاتے تھے۔ امید نہیں تھی کہ اتنے دنوں کی یاد ان کے دل میں تازہ ہو گی۔ اور اگر یاد ہو بھی تو اب وہ ایک ایسے دوست کی ملاقات کو آئیں گے جس نے احمدیت قبول کر کے ان کی توقعات کو سخت صدمہ پہنچایا ہے مگر خلاف توقع یہ بات دیکھی کہ جب میری گاڑی الٰہ آباد پہنچی تو وہ دوست پہلے سے میری ملاقات کو اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور جب میں بنارس پہنچا تو دوسرے دوست شوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ سے میری ملاقات کو آ گئے۔ اس وقت جلدی سے یہ محسوس کیا کہ ہر چند ہمارے معاشرے کی سیاسی و مذہبی نظریات پر ہے پھر بھی اس میں اتنا جمود نہیں کہ ایک نظریہ دوسرے نظریئے سے متاثر نہ ہو اور یہ انفعالی کیفیت ہمیں کسی نیک نتیجے پر نہ پہنچنے دے۔ احباب بنارس نے مجھ سے ۵ یا ۶ دن کا وقت مانگا کہ اس اثنا میں پبلک میٹنگ وغیرہ کا بندوبست کیا جائے۔ مگر میں نے معذرت ظاہر کی۔ اس لئے کہ مکرم پروفیسر عبدالسلام صاحب صدر جماعت نے جماعت احمدیہ بنارس کا ایک تربیتی اجلاس طلب کیا مگر اجلاس کے انعقاد میں ابھی ۲۴ گھنٹوں کی دیر تھی۔ میں نے یہ وقفہ قوموں کے عروج و زوال کے مشاہدے میں صرف کرنا چاہا۔

یوں تو بنارس ایک قدیم شہر ہے۔ سناتن دھرمی ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہ "پرلے" یعنی قیامت میں بھی فنا نہیں ہوتا۔ لیکن ایک مورخ کی نظر میں اس شہر کے سینے میں تاریخ کا سب سے قیمتی دفینہ محفوظ ہے۔ وہ شہر "سارناتھ" کے کھنڈرات ہیں۔

سارناتھ ۶۰۰ سال قبل مسیح سے بارھویں صدی بعد مسیح تک بودھی تہذیب و تمدن کا مرکز رہا ہے۔ لیکن جب اس عظیم شہر پر گردش ایام کی آندھیاں چلیں تو رفتہ رفتہ یہ خوبصورت و بارونق شہر کھنڈرات کی صورت میں تبدیل ہونے لگا۔ مکانات۔ درسگاہیں۔ استوپا سب زیر زمین دفن ہو گئے۔

بھلا اس تاریخی شہر کے دیکھنے کی دل میں تڑپ کیوں پیدا نہ ہوتی۔ مکرم جناب عبدالسمیع خان اور عبدالستار خان نے میرا منشا پا کر اپنی آمادگی ظاہر کی۔ اور اب ہمارا قافلہ سارناتھ کی سیر و سیاحت کو نکلا۔ وہاں کیا دیکھا کہ ربع صدی ترکوا من جنات و عیون کی جیتی جاگتی تصویر بھی ہے کی خاموش تصویر دیکھی۔ وہ مقام دیکھا جہاں آشوک کا پچاس فٹ اونچا ستون ڈھا گیا ہے۔ جس کے بلند سرے پر شیر کے چار سر بنے ہوئے ہیں۔ اس ستون کو تاریخ ہند میں خاص اہمیت حاصل ہے یہ آج بھی جمہوریۂ ہند کا ایک نشان ہے۔ محکمۂ آثار قدیمہ نے سارناتھ کے بعض مکانوں کی کھدائی ایسے سلیقے سے کی ہے کہ چھت اور کھمبوں کے علاوہ مکان کے سارے حصے محفوظ ہیں۔ ہم دیواروں۔ کمروں۔ سائبانوں اور صحنوں کے حصوں سے گزرتے ہیں تو قوموں کے عروج و زوال کا ایک عبرتناک مرقع آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔

وہاں چینیوں اور جاپانیوں کے بنائے ہوئے دو مندر بھی ہیں۔ جن پر مہاتما گوتم بدھ کے حالات زندگی تصویری زبان میں دکھائے گئے ہیں۔ ان پر غور کرنے سے بدھ مت کا وہ حصہ سمجھ میں آ جاتا ہے جن میں گوپیوں اور اپسراؤں کی عشوہ طرازیاں دکھائی گئی ہیں۔

۲۲؍جولائی کو جماعت احمدیہ بنارس کا ایک تربیتی اجلاس ہوا۔ یہ اجلاس اس مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا جو اپنی خستہ حالی دکھا دکھا کر احمدیوں کو غیرت دلاتی ہے کہ کاش وہ پانچ وقت اس خانۂ خدا میں آئیں اور اپنی آمد سے اس اجڑے گھر میں بھی چہل پہل پیدا کریں۔

میں نے اپنی تربیتی تقریر میں احمدیوں کو اپنا مقام پہچاننے کی تلقین کی اور زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کی طرف توجہ [illegible] دوستوں نے درس جاری کرنے اور مسجد میں چہل پہل پیدا کرنے کا وعدہ کیا۔

فیض آباد ۲۲؍جولائی کو میں بنارس سے فیض آباد کو چلا۔ یہاں مکرم ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب کے مکان پر فروکش ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اخلاق کریمانہ کا بہت اعلیٰ نمونہ دکھایا فیض آباد میں ایک عرصہ سے کوئی پبلک میٹنگ نہیں ہوئی تھی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے ایک جوشیلے اور نوجوان احمدی مکرم عبدالحی صاحب سے ایک جلسے کے انعقاد کی ضرورت بیان کی مکرم عبدالحی صاحب نے پہلے ٹاؤن ہال میں جلسہ کی اجازت لینی چاہی۔ مگا اتنے مختصر سے وقت میں ٹاؤن ہال نہ مل سکا۔ اس لئے انہوں نے اپنے کارخانہ میں ایک پبلک میٹنگ کے انعقاد کا اعلان کیا۔ لاؤڈ سپیکر سے تمام شہر میں اس جلسہ کی منادی بھی کرا دی گئی۔

حسب اعلان ۲۳؍جولائی کو مکرم عبدالحی صاحب کے وسیع کارخانے میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب فرماتے تھے کہ فیض آباد کی تاریخ میں جماعت احمدیہ کی یہ پہلی عام میٹنگ ہے۔ میں نے اس جلسہ میں جماعت احمدیہ کی نظری و عملی خصوصیات پر روشنی ڈالی سامعین آخر تک بڑی توجہ سے میری تقریر سنتے رہے۔

مجھے گونڈہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ میری اس تقریر کا مخالفوں پر بڑا سخت ردعمل ہوا۔ مکرم عبدالحی صاحب سے باز پرس کی گئی۔ اور غیر احمدی سامعین سے بھی۔ اللہ تعالیٰ مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

گونڈہ ۲۴؍جولائی کو میں فیض آباد سے گونڈہ کے لئے روانہ ہوا اور مکرم جناب عبدالرزاق صاحب ہیڈ پوسٹ ماسٹر کے ہاں قیام پذیر ہوا۔ مکرم عبدالرزاق صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر ہیں اور ضعیف بھی ہو گئے ہیں۔ مگر ان کا جوش تبلیغ قابل قدر ہے۔ اس وقت ان کا سب سے محبوب مشغلہ تبلیغ احمدیت ہے۔ انہوں نے اپنی نیک نیتی اور اخلاص سے گونڈہ میں احمدیت کے لئے ایک اچھی فضا پیدا کر لی ہے۔ ایک سربرآوردہ مسلمان مکرم عبدالسمیع صاحب تاجر ہونے کے علاوہ بڑے علم دوست بھی ہیں۔ جماعت احمدیہ سے بہت متاثر ہیں۔ میں ان کی نیک مزاجی اور حقیقت پسندی سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبول احمدیت کی توفیق دے۔ ہمارے نزدیک یہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ اس نعمت سے بہرہ یاب ہوں۔

۲۵؍جولائی کو مکرم عبدالرزاق صاحب اور ان کے لڑکے محمد نسیم صاحب نے ایک پبلک میٹنگ کی تیاری شروع کی۔ آسمان پر بادل گھر گھر آتا تھا۔ اور ادھر ہمارا دل دھڑکتا تھا کہ کہیں یہ جلسہ ہی ممکن نہ ہو۔ سرزمین گونڈہ میں ابھی تک جماعت احمدیہ کا کوئی جلسہ نہیں ہوا تھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اہالیان گونڈہ کو مسیح پاک کی بعثت کی خبر سناتا۔

رات کے ۹ بجے ایک کشادہ شامیانے کے نیچے میری تقریر شروع ہوئی۔ پہلے میں نے ارباب گونڈہ سے جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کئے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت کو قرآن فہمی کے جو نکات بتائے ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا لگ بھگ پونے دو گھنٹوں تک تقریر جاری رہی سامعین میں ہر طبقہ و مکتب خیال کے لوگ تھے۔ مگر سبھی دلچسپی سے بیٹھے رہے تقریر کے بعد بہت سے لوگ مجھ سے قیام گاہ پر ملنے آئے۔ ان سبھوں سے معلوم ہوا کہ مکرم عبدالرزاق صاحب نے انہیں پیغام احمدیت پہلے ہی پہنچا دیا تھا۔ اور اس تقریر سے وہ متاثر ہوئے ہیں۔ اس جلسہ کی قبولیت دیکھتے ہوئے خیال ہوا کہ ۲۶؍ کو بھی ایک جلسہ منعقد کیا جائے۔ مگر بارش نے اجازت نہیں دی۔ آج کی رات کا کھانا میں نے مکرم عبدالسمیع صاحب کے ساتھ کھایا۔ اور میں لکھنؤ کے لئے روانہ ہو گیا۔

لکھنؤ مجھے لکھنؤ کے متعلق تبلیغ و تربیت کے علاوہ ایک اور خدمت سپرد کی گئی تھی۔ اور وہ بعض مقامی تنازعات کا تصفیہ تھا۔ جس کا میں صدر کمیشن بنایا گیا تھا۔ اس لئے کسی احمدی دوست کے گھر ٹھہرنے کی بجائے ایک ہوٹل میں ٹھہرا۔ مکرم پروفیسر عبدالسلام صاحب آف بنارس بھی اس کمیشن کے ایک رکن تھے۔ میں نے لکھنؤ میں ایک ہفتہ سے زیادہ قیام کر کے ان تنازعات کے متعلق اپنی رپورٹ تیار کی۔ وہاں انتخاب بھی کرایا۔ اور جماعت احمدیہ لکھنؤ کے استقلال کی بھی سفارش کر دی۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ہماری کامیابی کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے وہ یہ کہ ہم اللہ تعالےٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرلیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک روح پرور خطاب

فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۴۹ء ... بمقام راولپنڈی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آج سے قریباً چودہ سال قبل ۱۷ فروری ۱۹۴۹ء کو راولپنڈی میں ایک تقریر فرمائی تھی جس میں حضور نے جماعت کو اپنی تنظیم مضبوط کرنے۔ خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے اور عورتوں اور بچوں کی تربیت کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ حضور کی یہ تقریر ابھی الفضل میں شائع ہوئی ہے اس کی پہلی قسط درج ذیل کی جا رہی ہے۔ دوسری قسط انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ہدیۂ احباب کی جائے گی۔

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میری غرض اس وقت آپ لوگوں کو جمع کرنے سے کوئی لمبی تقریر کرنا نہیں بلکہ آپ لوگوں کو اس وقت یہاں جمع کرنے سے

میرا مقصد یہ ہے

کہ میں بدلے ہوئے حالات کے مطابق آپکو اپنے فرائض کی طرف توجہ دلاؤں اور چونکہ جماعت کے فرائض عورتوں اور مردوں دونوں پر ایک ہی طرح عاید ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے خواہش کی کہ اس موقعہ پر عورتوں کو بھی ساتھ لایا جائے تا وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کے متعلق میرے خیالات سن سکیں اور خدا تعالےٰ انہیں توفیق عطا فرمائے تو وہ حالات کے مطابق اپنے اعمال کو ڈھال سکیں۔

یہ امر واقعہ ہے

اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ تقسیم ملک کے نتیجہ میں لاکھوں لاکھ آدمی مشرقی پنجاب سے اجڑ کر مغربی پنجاب میں آ بسا ہے۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو مشرقی پنجاب سے تو نہیں آئے۔ لیکن کشمیر اور جموں سے ہجرت کر کے یہاں آ بسے ہیں۔ اور ان کی تعداد بھی لاکھوں تک جا پہنچی ہے۔ اس لئے وہ رنگ جو پہلے سے پایا جاتا تھا وہ بدل گیا ہے۔ اور رنگ اس طرح آپس میں مل جل گئے ہیں کہ اب ان کی ذمہ داریاں اس قسم کی نہیں رہیں جس قسم کی پہلے تھیں اور ہماری جماعت بھی اس عظیم الشان تغیر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پہلے بھی جماعتوں میں زیادتی ہوتی رہتی تھی۔ کبھی ایک احمدی ہو گیا اور کبھی چھ سات نئے احمدی ہو گئے لیکن چونکہ یہ تعداد کم تھی اس لئے وہ پہلے لوگوں میں اس طرح خلط ملط ہو جاتے تھے کہ کوئی تغیر محسوس نہیں ہوتا تھا لیکن اب ایسا ہوا کہ جس جماعت کی تعداد پہلے دس پندرہ تھی وہ یکدم پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ بلکہ بعض جگہوں پر اس سے بھی زیادہ ہو گئی۔

راولپنڈی کی جماعت

کو ہی لے لو۔ یہ پہلے بہت چھوٹی سی جماعت تھی۔ غالباً پچیس تیس افراد پر مشتمل تھی لیکن اب اس کی تعداد جیسا کہ مجھے بتلایا گیا ہے تین چار سو کے درمیان ہے اور اگر مستورات اور بچوں کو بھی ملا لیا جائے تو اس کی تعداد پندرہ سو یا دو ہزار کے قریب بن جاتی ہے۔ اس عظیم الشان تغیر کے نتیجہ میں جس بیداری کی ضرورت ہے مجھے افسوس ہے کہ جماعت نے وہ بیداری ابھی تک اپنے اندر پیدا نہیں کی۔ کسی عورت کے ہاں اگر بیک وقت دو تین بچے پیدا ہو جائیں اور وہ سب زندہ ہوں تو تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ کس طرح والدین ان کے فکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کس طرح ان کی غور و پرداخت میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی طرح کسی جماعت کی تعداد تیس سے بڑھ کر یکدم تین چار سو ہو جائے تو اسی نسبت سے اس کے اندر بیداری کا پیدا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسے

اپنی تنظیم کو زیادہ بہتر بنانا چاہیئے

اپنے چندوں کو بڑھانا چاہیئے۔ اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند کرنا چاہیئے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنا چاہیئے تا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ تائید حاصل ہو سکے۔

یہ امر یاد رکھو کہ کامیابی کے لئے جن مادی سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہمارے پاس نہیں۔ صرف ایک ہی چیز ہے جو ہمیں مضبوط رکھ سکتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے سامنے جھکنا اور اسی سے مدد مانگنا ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں نہایت واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ یعنی کتنی ہی جماعتیں دنیا میں ایسی گذری ہیں جو اگرچہ تعداد میں بہت تھوڑی تھیں۔ لیکن وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ گئیں مگر یہ مثالیں درحقیقت ایسے ہی لوگوں کی ہیں جنہوں نے

اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنا تعلق قائم کیا

اور اس کی تائید اور نصرت سے انہوں نے کامیابی حاصل کی۔ ان میں سے بعض مثالیں تاریخی زمانہ سے بھی پہلے کی ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے باوجود قلیل التعداد ہونے کے فتح پائی اور بعض مثالیں تاریخی دور کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جیسے داؤد علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام اور اسی طرح اور کئی انبیاء کے واقعات پائے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے مخالفین پر فتح پائی۔ حالانکہ ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم نے باوجود قلیل التعداد ہونے کے غلبہ حاصل کیا۔ جہاں تک ظاہری سامان کا تعلق تھا وہ ان کے پاس نہیں تھا۔ لیکن

ایک باطنی چیز

ایسی تھی جو ساری کی ساری ان کے پاس تھی۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق تھا۔ گویا دنیا جس میں روح اور مادہ بھی شامل تھا۔ دو حصوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ ان دو حصوں میں سے مادی حصہ تمام کا تمام مخالف کے پاس تھا اور روحانیت سب کی سب ان کے پاس تھی۔ خدا تعالےٰ ان کی طرف تھا۔ اور مادیہ اور طاقت مخالف کی طرف تھی۔ فرشتے ان کی طرف تھے اور سامان مخالفوں کی طرف تھا۔ مگر اس لڑائی میں باوجود اس کے کہ ایک طرف ظاہری سامان تھے اور دوسری طرف نہیں تھے وہ گروہ جیت گیا جو قلیل التعداد تھا اور ظاہری ساز و سامان سے محروم تھا اور وہ گروہ جو کثیر التعداد تھا اور تمام ظاہری سامان اس کے پاس پائے جاتے تھے وہ ہارا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

جب مکہ فتح کیا

تو آپ نے مکہ والوں کو عام معافی دیدی۔ سوائے چند افراد کے جنہوں نے متواتر اور غیر آئینی طور پر اور قوانین جنگ کے خلاف بہت سے مسلمانوں کو مروایا تھا۔ صرف ان لوگوں کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ وار کرمینل ہیں۔ وار کرمینل کی اصطلاح بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی ہے۔ گو پرانی اصطلاح اور موجودہ اصطلاح میں بڑا فرق ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اصطلاح قائم کی وہ محدود اور مفید صورت میں ہے۔ لیکن موجودہ اصطلاح مفید نہیں آج کل کی اصطلاح میں ہر وہ شخص جو اپنی قوم کی طرف سے لڑا اور فوج کا بنیڈر رہا وہ وار کرمینل ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ ایسی شرائط لگا دی ہیں جن کی وجہ سے اس کا دائرہ نہایت محدود ہو گیا ہے۔ جنگ کی صورت میں جس شخص نے اپنی فوج کی خدمت کی ہو جس نے دشمن کے خلاف اپنی قوم کی مدد کی ہو وہ سزا کا مستحق نہیں لیکن ایسا شخص جس نے قوانین جنگ کے خلاف انسانیت کے خلاف نیز آئینی طور پر ایسے کام کئے ہوں۔ جو ذاتی حیثیت رکھتے ہوں۔ صرف اُسے سزا دی جائے گی۔ لیکن ایسا شخص بھی جس نے ایک افسر کی حیثیت سے اپنی فوج میں کام کیا ہو یا کسی اور طرح اپنی قوم کی اس کے دشمن کے خلاف مدد کی ہو

وار کرمینل کی اصطلاح

کے نیچے آ جاتا ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ جس سے کوئی سپاہی بھی نہیں بچ سکتا جو قوم بھی غالب آئے گی وہ دوسری قوم کے تمام سپاہیوں کو پھانسی پر لٹکا دے گی۔ اس لئے کہ وہ وار کرمینل ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف پانچ چھ افراد کو (جن میں ایک عورت بھی شامل تھی) واجب القتل

نے اپنی فوجی ذمہ داریوں سے باہر جا کر مسلمانوں پر مظالم ڈھائے تھے۔ موت کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ قابلِ معافی نہیں۔ انہیں سزا دی جائے گی۔ ان لوگوں میں سے ایک ابوجہل کے بیٹے عکرمہ بھی تھے اور ایک ابوسفیان کی بیوی ہندہ تھی۔ اور ایک شاعر تھے جنہوں نے قصیدہ بردہ لکھا ہے۔ مگر ان لوگوں میں سے بھی اکثریت ان لوگوں کی ہے جو مسلمان ہو گئے اور انہیں معاف کر دیا گیا۔ عکرمہ بھی مسلمان ہو گئے اور انہیں معافی مل گئی۔ وہ شاعر بھی مسلمان ہو گئے۔ اور انہیں معاف کر دیا گیا۔ ہندہ بھی مسلمان ہو گئی اور اس سزا سے بچ گئی۔

ہندہ کی معافی کا واقعہ

اسی طرح آتا ہے کہ جب ان کے قتل کی سزا کا فیصلہ ہوا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق حکم صادر فرمایا کیونکہ ہندہ نے ناجائز طور پر اور آئینِ حرب کے خلاف مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں۔ بلکہ بعض مردوں کی نعشوں کی بے حرمتی کی ہے ان کے کان کاٹ دیئے ہیں۔ ان کے ناک کاٹ دیئے ہیں جگر اور سینے نکلوا کر چبائے ہیں اور مختلف قسم کے دیگر انسانیت سوز مظالم کئے ہیں۔ اس لئے اسے بھی جہاں ملے قتل کیا جائے تو ایک دن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بعض عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں تو ہندہ بھی چادر اوڑھ کر ان میں شامل ہو گئی۔ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لے رہے تھے تو بیعت کے الفاظ میں یہ الفاظ بھی آتے تھے کہ ہم شرک نہیں کریں گی تو

ہندہ کی طبیعت بڑی تیز تھی

وہ جوش میں آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم شرک کریں گی۔ ہمارے پاس دنیا کے سب ظاہری سامان تھے۔ ہمارے پاس طاقت تھی روپیہ تھا سامان وافر تھا۔ ہماری تعداد زیادہ تھی۔ تجربہ کار جرنیل ہمارے پاس تھے۔ قوم ہمارے ساتھ تھی۔ ملک ہمارے ساتھ تھا ساری چیزیں جو بظاہر جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ ہمارے پاس موجود تھیں۔ پھر آپ اکیلے تھے۔ آپ کے پاس طاقت نہیں تھی۔ ظاہری سامان نہیں تھے۔ مگر آپ جیت گئے اور ہم ہار گئے۔ اگر ہمارے بتوں میں طاقت ہوتی تو کیا ہم ہار سکتے تھے۔ ہمارے پاس سب کچھ تھا لیکن باوجود اس کے ہار گئے۔ اور آپ کے پاس طاقت نہیں تھی آپ کے پاس سامان نہیں تھا۔ سامان حرب نہیں تھا۔ تجربہ کار جرنیل نہیں تھے قوم ساتھ نہیں تھی۔ آپ کے ساتھی تعداد میں ہم سے بہت کم تھے۔ لیکن آپ جیت گئے کیا اس تجربہ کے بعد بھی ہم شرک کر سکتی ہیں۔ ہندہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار تھیں آپ نے ان کی آواز کو پہچان لیا۔ اور فرمایا ہندہ ہے۔ ہندہ بڑی دلیر عورت تھی۔ اس نے فوراً کہا۔ یا رسول اللہ میں مسلمان ہو گئی ہوں۔ اب آپ کا پہلا حکم مجھ پر نافذ نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ ہاں تم مسلمان ہو گئی ہو۔ اب سزا دینے کا مجھے کوئی حق نہیں رہا

ہمیں معاف کیا جاتا ہے

یہ چیز ہے جو حضورؓ نے بطور سبق ہمارے سامنے رکھی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے پاس روپیہ تھا۔ ان کی جتھہ بندی تھی۔ حکومت تھی۔ سامان حرب تھا۔ تجربہ کار جرنیل تھے۔ قوم ساتھ تھی۔ ملک ساتھ تھا۔ اور آپ کے پاس کوئی حکومت نہیں تھی۔ ظاہری سامان آپ کو میسر نہیں تھے۔ لیکن آپ لڑے اور جیتے۔ عرب لڑے اور ہارے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔ کتنی قومیں دنیا میں ایسی گذری ہیں جو تعداد میں بہت تھوڑی تھیں۔ لیکن وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں جیت گئیں۔ مگر یہ کب ہوا جب اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تھا۔ گویا تھوڑی تعداد والی اور کمزور قوموں کو لڑائی میں جیتنے کے لئے یا تو سامان کی فراوانی کی ضرورت ہوتی ہے یا خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ تب انہیں فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ تو صاف نظر آ رہا ہے کہ ہمارے پاس طاقت نہیں۔ پس جب تک ہم اپنا راستہ تلاش نہ کریں جس میں سامان کی ضرورت نہیں رہتی کامیابی کی امید رکھنا غلط ہے۔ کامیابی حاصل کرنے کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر تمہارے پاس ظاہری سامان نہیں تو تم

خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق

قائم کرو اور ایسا تعلق قائم کرو کہ اسے ہمارے لئے غیرت ہو۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس قسم کا تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ تو کمزور ہونا اور بے سروسامانی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ قلت تعداد یا کم ہونا ہمیں فکر میں نہیں ڈال سکتی۔ اس تعلق کے پیدا ہو جانے کے بعد ہم یقین رکھ سکتے ہیں کہ کوئی بھی ہمارے مقابلہ میں آئے ہم اس کے مقابلہ میں جیتیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو اُسے کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کی طرف ہجرت کر کے گئے اور غار ثور میں چھپے تو دشمن آپ کی تلاش کرتا کرتا اس غار کے منہ پر پہنچ گیا۔ کھوجیوں نے اس وقت یہ صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا تو اس غار میں چھپے ہوئے ہیں یا پھر آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ گھبرا گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر گھبراتے کیوں ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ قرآن کریم آپ کے یہ الفاظ بیان فرماتا ہے کہ لا تحزن ان الله معنا۔ اللہ تعالیٰ جب ہمارے ساتھ ہے تو پھر اے ابوبکر تم غمگین کیوں ہوتے ہو۔ اگر ہماری قوم ہماری دشمن ہے تو ڈر کی کون سی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ مجھے اپنے متعلق کچھ فکر نہیں مجھے تو اس بات کا فکر ہے کہ دشمن کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچائے آپ نے فرمایا لا تحزن ان الله معنا ابوبکر غم مت کرو

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے

اور وہی ہمیں دشمن سے بچائے گا۔ ہمارے پاس بے شک ظاہری سامان نہیں۔ ہمارے پاس بے شک فوج نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ تو ہمارے ساتھ ہے۔ اور جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہو۔ اس کے لئے خوف اور ڈر کی کیا وجہ ہے۔ پس طاقتور دشمن کے مقابلہ میں فتح حاصل کرنے کا ایک نسخہ تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق قائم کیا جائے کہ اسے ہمارے متعلق غیرت ہو۔ دوسرا نسخہ یہ ہے کہ دنیاوی سامان میسر ہوں۔ روپیہ ہو۔ طاقت ہو۔ حکومت ہو۔ مثلاً جس طرح امریکہ کو آجکل یہ برتری حاصل ہے یا انگلستان کو کسی زمانہ میں حاصل ہوا کرتی تھی۔ اور وہ باوجود ایک چھوٹا سا ملک ہونے کے تمام دنیا کے ممالک پر حکومت کیا کرتا تھا۔ اسی طرح ہمیں بھی طاقت حاصل ہو۔ مگر یہ چیز ہمیں حاصل نہیں اور ہم حاصل کر بھی نہیں سکتے۔ جن چیزوں سے دولت حاصل ہوتی ہے وہ ہمیں میسر نہیں۔ اور اگر وہ چیزیں میسر بھی آ جائیں تو ان کے حاصل کرنے کے لئے صدیوں کی ضرورت ہے۔

امریکہ نے جو دولت حاصل کی ہے

اس پر بھی ایک لمبا عرصہ صرف ہوا ہے اس کے پاس کانیں تھیں۔ مٹی کا تیل تھا۔ لوہے کی کانیں تھیں اور مختلف قسم کے سامان اسے میسر تھے۔ مگر اس نے یہ دولت ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں حاصل کی امریکہ کو ۱۷۷۶ء میں آزادی حاصل ہوئی تھی۔ ایک سو ساٹھ سال کی آزادی میں امریکہ اس حالت تک پہنچا ...

...

...

...

ایک ہی صورت باقی ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی حالت کو برقرار رکھ سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو اپنے ساتھ ملا لیں اور اس میں کسی لمبی دیر کی ضرورت نہیں۔ بعض دفعہ تو اس پر ایک سیکنڈ بھی نہیں لگتا لیکن شرط یہ ہے کہ اسے ساتھ ملانے کا صحیح طریق اختیار کیا جائے۔

صوفیاء نے لکھا ہے

کوئی شخص تھا اس نے جب دیکھا کہ روحانی آدمیوں کا لوگ بہت زیادہ ادب و احترام کرتے ہیں۔ تو اس نے بھی دنیاداری کو چھوڑ دیا اور زاہد بن گیا۔ وہ سارا دن مسجد میں بیٹھا رہتا۔ نمازیں پڑھتا اور وظیفے کرتا رہتا۔ لیکن جب بھی وہ مسجد سے باہر نکلتا لوگ کہتے دیکھو وہ منافق جا رہا ہے۔ یہ آدمی وجاہت پسند اور دنیادار ہے۔ لیکن دوسرے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اس نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے۔ دس سال کا لمبا عرصہ گزر گیا۔ لیکن اس کی یہ امید کہ وہ دنیا کی نظر میں بزرگ تسلیم کیا جائے پوری نہ ہوئی۔ ایک دن وہ جنگل میں گیا۔ اس نے اپنے دل میں کہا۔ احمق تو نے اپنی عمر کے دس سال ضائع کر دیئے اور لوگوں کی نظر میں بار بار لعنتی بنا۔ آ اور باقی عمر کو اب خدا تعالیٰ کی خاطر اس کے کاموں میں لگا دے لوگ تجھے بزرگ سمجھیں یا نہ سمجھیں تو سچے طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت کر۔ اور اسی کا بن جا۔ لوگ تجھے خواہ ریاکار کہیں تو ان کی طرف توجہ نہ کر اور اپنا کام کرتا چلا جا۔ اور

اپنے خدا کو راضی کر لے

چنانچہ اس شخص نے اسی وقت ریاکاری اور دکھاوے کو چھوڑ دیا۔ وضو کیا اور خدا تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر گیا۔ اور اس سے رو رو کر دعا کی کہ اے مولیٰ تو میرے پہلے گناہ معاف کر دے خواہ لوگ مجھ کو لعنتی کہیں یا اور کچھ کہیں۔ میں صرف تیری رضا چاہتا ہوں۔ توبہ کی اور پھر شہر کی طرف آیا اور مسجد میں گیا۔ اور نماز پڑھی اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑایا۔ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلا تو اسے دیکھتے ہی لوگ کہنے لگے کہ دیکھو کس طرح نور اس کے چہرے پر برس رہا ہے۔ یہ بہت بڑا ولی اللہ ہے۔ اس کی دعاؤں سے ہر قسم کے مقصد حل ہو جاتے ہیں۔ اس شخص نے اپنے دل میں کہا تو نے دس سال ضائع کر دیئے۔ تو نے لوگوں کو دھوکا دیا اور جھوٹ بولا پھر تو لوگوں کی نظروں سے بچ نہ سکا۔ آج نیک نیتی سے اور سچے دل سے تو نے ایک نماز ادا کی ہے۔ تو زمانہ نے اس کا اثر دیکھ لیا۔ پس

حقیقت یہ ہے

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے جو شخص خدا تعالیٰ سے صلح کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ بعض دفعہ ایک سجدہ میں ہی اُسے پا لیتا ہے۔ رسول یں جس کام کو حل نہیں کیا جا سکتا اسے ایک سجدہ ہی حل کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ جس شخص کے ساتھ ہو اس کے ساتھ سب طاقتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ پس جیسا کہ میں نے بتایا ہے دو چیزوں کے ساتھ بارہا قلیل التعداد ہونے کے مخالف پر فتح حاصل کی جا سکتی ہے ان میں سے ایک تو ایسی ہے جس کا حاصل کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہے اور اسے حاصل کرنے کے لئے صدیاں درکار ہیں۔ لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کو ہم حاصل کرنا چاہیں تو ایک دن میں بلکہ ایک سیکنڈ میں اُسے حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی محبت قائم کر لیں اور فیصلہ کر لیں کہ ہم دنیا میں خدا تعالیٰ کے لئے ہی زندہ رہیں گے اور اسی کی خاطر مریں گے جب ہماری یہ خواہش ہو گی کہ خدا تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے اور اپنی دنیوی ترقیات کو ہم اس کے لئے نظر انداز کر دیں گے اور صرف اس کی رضا کا حصول ہمارا مقصد ہوگا تو وہ ہمیں حاصل ہو جائے گا اور جب وہ ہمیں حاصل ہو جائے گا تو یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں تباہ و برباد کر سکے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے خود ہماری مدد کے لئے نازل ہوں گے اور جو چیزیں دنیوی سامانوں کے باوجود حاصل نہیں ہو سکتیں وہ ہمیں حاصل ہو جائیں گی۔ پس دو چیزوں میں سے تمہیں ایک چیز ضرور کرنی ہو گی یا تو تم فیصلہ کر لو کہ تم دنیا میں ذلت اور رسوائی چاہتے ہو اور یہ کہ تمہارے اوپر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ اور یا یہ فیصلہ کر لو کہ تم نے دنیا میں دین کو پھیلانا اور اسے غالب کرنا ہے اور اس کو حاصل کرنے کا صرف ایک ہی طریق ہے کہ

تم خدا تعالیٰ کو اپنا بنا لو

جب تم خدا تعالیٰ کو اپنا بنا لو گے تو دنیا کی سب چیزیں تمہیں مل سکیں گی۔ اس لئے نہیں کہ وہ تمہاری مطلوب ہیں بلکہ جو شخص دنیوی سامانوں اور دنیوی عزت و جاہ کو اپنا مطلوب بناتا ہے اسے خدا تعالیٰ نہیں ملتا۔ لیکن جو شخص خدا تعالیٰ کو اپنا مطلوب بنا لیتا ہے اسے سب چیزیں میسر آ جاتی ہیں۔ یہ دو عجیب چیزیں ہیں جو ان میں سے ایک چیز کو تلاش کرنے سے دوسری چیز خود بخود مل جاتی ہے۔ لیکن دوسری کو تلاش کرنے سے پہلی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ جو شخص دنیا کی تلاش کرتا ہے اسے خدا تعالیٰ نہیں ملتا۔ مگر جو خدا تعالیٰ کی تلاش کرتا ہے اور اس کی رضا کے حصول کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے اسے دنیا بھی مل جاتی ہے۔

عام طور پر

لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں

کہ مسلمانوں کے پاس بادشاہتیں تھیں اور اس کے معنے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں بھی دنیوی سامانوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حالانکہ وہ نہیں سمجھتے کہ یہ بادشاہتیں ایسی نہیں تھیں کہ ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ مل گیا ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے مل جانے کی وجہ سے یہ بادشاہتیں مل گئیں اور اب بھی ہم خدا تعالیٰ کو پا کر بادشاہت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی چیز آسمانی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے جو لوگ بھی خدا تعالیٰ کے مامور پر ایمان لانے والے ہوں گے۔ جو لوگ بھی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رکھیں گے انہیں دنیا ملے گی لیکن دنیا انہیں اسی صورت میں ملے گی کہ وہ دنیوی ترقیات کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں وہ انہیں دور پھینک دیں۔ وہ کہہ دیں کہ ہم انہیں نہیں چاہتے۔ ہم صرف خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ جب وہ دنیا کی طرف سے منہ پھیر لیں گے اور ان کا مطلوب اور مقصود صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہو گی۔ تب خدا تعالیٰ دنیا کو خود اٹھا کر ان کے قدموں میں پھینک دے گا۔ سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ جو ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ ہمیشہ عمدہ کھانا کھاتے تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے۔ کسی دنیادار نے آپ پر اعتراض کیا کہ سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ اچھے کھانے کھاتے ہیں۔ یہ بزرگ نہیں ہو سکتے۔ کسی نے یہ بات آپ کو بھی بتا دی کہ فلاں شخص نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔ کہ آپ اچھا کھاتے ہیں۔ اچھا پہنتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ بزرگ اور ولی اللہ نہیں۔ بھلا بزرگوں کو ان چیزوں سے کیا تعلق

سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ

نے فرمایا۔ اس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیوں ایسا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سنئے۔ میں اس وقت تک کوئی کھانا نہیں کھاتا۔ جب تک مجھے خدا تعالیٰ خود نہیں کہتا کہ اے عبد القادر جیلانیؒ تم یہ کھانا کھاؤ اور میں کوئی کپڑا نہیں پہنتا۔ جب تک خدا تعالیٰ خود مجھ سے نہیں کہتا کہ اے عبد القادر جیلانی تم یہ کپڑا پہن لو۔ غرض جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ دنیا خود اس کے قدموں میں لا ڈالتا ہے۔ تا کہ وہ ظاہر کرے کہ مومنوں کو یہ چیزیں دنیوی ذرائع سے حاصل نہیں ہوتیں۔ بلکہ جو میرا بن جاتا ہے میں خود اسے یہ چیزیں دیتا ہوں۔ آپ دیکھیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی بادشاہت کو حاصل کرنے کے لئے ایک منٹ کے لئے بھی خواہش نہیں کی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے وہ بادشاہت آپ کے قدموں پر بلکہ آپ کے خادموں کے قدموں پر لا کر ڈال دی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ قریشی تو تھے مگر آپ قریش کے ان لوگوں سے تعلق نہیں رکھتے تھے جو مکہ کے رئیس گنے جاتے تھے۔ اور جن کی فرمانبرداری اور اطاعت کو عرب فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ کے والد ابو قحافہ معمولی آدمی تھے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ابتدا میں ایمان نہیں لائے تھے۔

جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے

تو مکہ میں یہ اطلاع پہنچی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں یہ خبر سن کر لوگ گھبرا گئے کہ اب کیا ہوگا۔ انہوں نے پیغامبر سے پوچھا۔ پھر کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ ایک خلیفہ چن لیا گیا ہے ان لوگوں میں حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ بھی تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کون خلیفہ چن لیا گیا ہے۔ اس نے کہا ابو بکرؓ۔ آپ کے والد صاحب نے پھر پوچھا کون ابو بکر۔ آپ کے والد صاحب اپنی کمزوری کی وجہ سے یہ خیال کرتے تھے کہ عرب کے سردار کسی صورت میں بھی ان کے بیٹے ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کر سکتے۔ وہ مر جائیں گے۔ لیکن ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کریں گے۔ اس لئے جب انہوں نے سنا کہ ابو بکرؓ خلیفہ چن لئے گئے ہیں۔ تو کہنے لگے۔ کون ابو بکر۔ اس پیغامبر نے کہا

ابو قحافہ کا بیٹا

انہیں پھر بھی یقین نہ آیا۔ انہوں نے پوچھا کون ابو قحافہ؟ اس نے کہا۔ تم اور کون۔ وہ کہنے لگے۔ کیا میرا بیٹا ابو بکر چن لیا گیا ہے۔ کیا فلاں قبیلہ نے اس کی بیعت کر لی ہے پیغامبر نے کہا۔ ہاں۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کیا فلاں قبیلہ نے اس کو خلیفہ مان لیا ہے۔ پیغامبر نے کہا۔ ہاں۔ یہ سن کر اُن پر یہ بات حل ہوئی کہ اتنا بڑا تغیر صرف ایک نبی ہی پیدا کر سکتا ہے۔ وہ بے اختیار ہو کر کہنے لگے اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ انہوں نے یہ تغیر دیکھا کہ بنو ہاشم کے خاندان اور قریش کے بڑے خاندانوں نے میرے بیٹے کی بیعت کر لی ہے تو یقیناً محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے۔ جنہوں نے اتنا عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا۔ تو دیکھو بادشاہت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ہی نہیں آپ کے خادموں کے قدموں پر بھی آ گری۔ لیکن آپ نے نہ اس وقت خواہش کی جبکہ آپ کو ابھی بادشاہت نہیں ملی تھی اور نہ اس وقت خواہش کی جبکہ آپ کو بادشاہت مل گئی۔ نہ حضرت ابو بکرؓ نے بادشاہت کی خواہش کی نہ حضرت عمرؓ نے بادشاہت کی خواہش کی۔ نہ حضرت عثمانؓ نے بادشاہت کی خواہش کی اور نہ حضرت علیؓ نے بادشاہت کی خواہش کی۔ بلکہ ان میں بادشاہت کے آثار پائے ہی نہیں جاتے تھے حالانکہ وہ دنیا کے اتنے زبردست بادشاہ تھے جن کی تاریخ میں مثال ہی نہیں ملتی۔

اُن کی طبائع اتنی سادہ تھیں

ان کی ملاقاتیں اتنی سادہ تھیں۔ ان میں تواضع اس قدر پایا جاتا تھا کہ ظاہری طور پر یہ معلوم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ بادشاہ ہیں۔ ان میں سے کسی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ میری حکومت ہے۔ میں بادشاہ ہوں۔ ان میں سے کوئی شخص بھی کبھی اس بات پر آمادہ نہیں ہوا کہ وہ اپنی بادشاہت کا اظہار کرے اور نہ ہی وہ اس بات کی کبھی خواہش کرتے تھے۔ درحقیقت جو خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ دنیا خود ان کے قدموں پر آ گرتی ہے لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہتوں سے ہمیں مدد ملے گی۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ بادشاہتیں سمجھتی ہیں کہ انہیں ان کی غلامی سے عزت ملے گی۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہر جماعت یا ہر فرد کی ترقی دو چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے اول یہ کہ اس کے پاس مادی سامانوں کی فراوانی ہو۔ دوم اسے خدا تعالیٰ مل جائے جہاں تک مادی سامانوں کا تعلق ہے یہ بات ظاہر ہے کہ مادیات کے ساتھ ترقی کرنا ہمارے دعویٰ کے خلاف ہے خدا تعالیٰ کے

ماموروں کی جماعتیں

مادیات کے ساتھ ترقی نہیں کیا کرتیں اگر وہ مادیات کے ساتھ ترقی کریں تو مخالف یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ ان کا ترقی کرنا ان کی سچائی کی علامت نہیں مادی سامانوں کے

ذریعہ ہر ایک ترقی کر سکتا ہے پھر ان میں اور دوسری جماعتوں میں کیا فرق رہا غرض اول تو ہمارے پاس مادی سامان ہیں ہی نہیں اور اگر مادی سامان میسر آ بھی جائیں تو پھر بھی یہ امید رکھنا کہ ہم ان کے ذریعہ ترقی کر جائیں گے غلطی ہے۔ اس صورت میں ہم اپنے جھوٹا ہونے کی دلیل دیں گے کیونکہ کسی کے دعویٰ کے جھوٹا ہونے کی دلیل تو اس کا مخالف دیتا ہے وہ خود ایسا مواد فراہم نہیں کرتا جس سے وہ جھوٹا ثابت ہو۔ لیکن ہمارا یہ فعل یقیناً اس بات کا ثبوت ہو گا کہ ہمارا مخالف تو ہمیں جھوٹا کرنے کی کوشش میں ناکام رہا ہے۔ لیکن ہم نے اپنے جھوٹا ہونے کی خود سے دلیل مہیا کر دی ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر ماموروں کی جماعتیں مادیات کے ساتھ ترقی ہو کر بیٹھیں گے جو ہمارے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے تو پھر وہ کونسا ذریعہ ہے جس کو اختیار کر کے ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ جس کو اختیار کرنے کے بعد ہم بڑی سے بڑی قوموں کو بھی مغلوب کر سکتے ہیں۔ وہ ذریعہ

خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق

قائم کرنا ہے اگر ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر لیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مٹا نہیں سکتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض قومیں مٹ جاتی ہیں اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن وہ اپنے مٹ جانے کے بعد پھر ایسی ترقی کرتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب وہ بظاہر مٹ چکی تھی لیکن اپنے مٹ جانے کے بعد اس نے کتنی عظیم الشان ترقی کی۔ قریباً تین سو سال کے لمبے عرصہ کے بعد انہیں حکومتیں ملیں اب ۱۹۶۲ء ہے گویا سترہ سو سال ان پر ترقی کے زمانہ کے گزر چکے ہیں۔ بعض صوفیاء نے اس بات پر بحث کی ہے کہ عیسائیوں کی ترقی کا زمانہ زیادہ لمبا کیوں ہو گیا ہے۔ ایک بزرگ نے

ایک لطیفہ لکھا ہے

اگرچہ وہ ذوقی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ لفظ ضالّین پر جو مد اور شد ڈالی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کو لمبی ترقی حاصل ہو گی چونکہ عیسائیوں کے لئے لمبی ترقی مقدر تھی۔ اس لئے قرآن کریم میں عیسائیوں کے لئے یہ لفظ (یعنی ضالّین) استعمال کیا گیا ہے۔ یہ تو ایک ذوقی بات ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں کو بھی ترقی محض اس لئے ملی کہ ان پر ایک لمبے عرصے تک مظالم ہوئے لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کا لمبا ہونا نقصان

بھی خطرناک ہے اور وہ روحانیت کا نقصان ہے۔ روحانیت تو ایک دن میں آ جاتی ہے۔ اس کے لئے زیادہ لمبا عرصہ درکار نہیں عیسائیوں میں روحانیت ۲۷۰ سال کے بعد نہیں آئی تھی یہ چیز ان میں ابتدائی زمانہ میں پیدا ہو گئی تھی کیونکہ ہر مامور کی جماعت میں ایمان اور روحانیت ہر سلسلہ کی ابتداء میں عروج اپنے قریب کے عرصہ میں ہی پائی جاتی ہے اور جتنا لمبا عرصہ گزرتا جاتا ہے یہ چیزیں کمزور ہوتی جاتی ہیں ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی لمبا ہے اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرو تم دو ہی چیزوں کے ساتھ کامیاب ہو سکتے ہو۔ اول محبت الٰہی کے ساتھ محبت الٰہی کے لئے سامانوں کی ضرورت نہیں بلکہ ضروری ہے کہ تم اپنے اوپر دنیا و مافیہا تاریک بنا لو اور اس سے بیزار ہو کر اپنی زندگی بسر کرو۔

دوم وہ ذرائع ہیں جو قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔ مثلاً نمازیں ہیں وظائف ہیں ذکر الٰہی ہے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنا ہے اس کے حضور گریہ و زاری کرنا اور اس کے حضور عرض کرنا کہ وہ ہمارے افکار و اعمال اور ذہنوں کی اصلاح کرے۔

یہی وہ ذرائع ہیں

جن کے ساتھ تم اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ تم حتی المقدور قربانی میں ترقی کرنے کی کوشش کرو۔ تمہارا قدم ہر وقت آگے کی طرف بڑھے پیچھے نہ ہٹے جو شخص ایسا نہیں کرتا اس کا قدم پیچھے کی طرف آتا ہے یہ قانون قدرت ہے کہ اگر تمہارا قدم آگے کی طرف نہیں بڑھے گا تو وہ پیچھے ہٹے گا تم ایک حالت پر کبھی قائم نہیں رہ سکتے یہ دنیا متحرک ہے اس لئے تم یا آگے بڑھو گے یا پیچھے ہٹو گے ایک جگہ پر کھڑے نہیں رہ سکتے میں ایک دفعہ لندن کی ایک نمائش میں گیا وہاں ایک چکر بنا ہوا تھا جو ہلتا رہتا تھا نمائش والوں نے اعلان کیا ہوا تھا کہ جو شخص اس چکر کے سنٹر کو ہاتھ لگا دے اسے انعام دیا جائے گا یہ اسی وقت ہو سکتا تھا جب انسان کچھ دیر ٹھہرے۔ میرے ایک ساتھی نے ایسا کرنے کی کوشش کی مگر جب بھی وہ ایسا کرنے کی کوشش کرتا چکر اس کو دھکا دے کر پیچھے پھینک دیتا تھا۔ اس دنیا کی مثال بھی اس چکر کی سی ہے۔ کوئی شخص ایک جگہ پر ثابت نہیں رہ سکتا ہم یا آگے بڑھیں گے یا پیچھے ہٹیں گے یہ دنیا ایک جگہ پر ٹھہرنے کا مقام نہیں نہ تو تم دنیوی لحاظ سے ایک جگہ پر ٹھہر سکتے ہو نہ روحانی لحاظ سے ایک جگہ پر ٹھہر سکتے ہو دینی امور میں بھی اور مادی امور میں بھی یا تو تم ترقی کرو گے یا تم گر جاؤ گے یہی وجہ ہے

کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن کو

قرب الٰہی میں سب سے بڑا مقام

حاصل تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہا کہ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

اسی طرح آپ ہمیشہ

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

کی بھی دعا کرتے رہے گویا صرف ہم ہی نہیں بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو میرے علم کو زیادہ کر اور مجھے صراط مستقیم دکھا۔ ایک عام شخص تو کہہ سکتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے سیدھا راستہ دکھا مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تو کوئی کمزوری نہیں پائی جاتی کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اے خدا تو مجھے سیدھا رستہ دکھا۔ اس کے یہی معنے تھے کہ سیدھے رستے غیر محدود ہیں جس مقام عظیم پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فائز تھے اس کے علاوہ اور رستے بھی تھے اس لئے آپ کہتے تھے۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اتنی عظیم الشان ہے کہ گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن آپ اب بھی

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

کی دعا مانگ رہے ہوں گے اور آپ کے مدارج اب بھی بڑھ رہے ہوں گے۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کی حد بندی نہیں ہو سکتی

انسان کتنا بھی بڑا ہو وہ بہرحال محدود ہے۔ وہ باوجود بلند مدارج حاصل کرنے کے دعا مانگتا چلا جاتا ہے۔ تا حرکت کا سلسلہ بند نہ ہو بلکہ جاری رہے۔ اگر روحانی ترقی کے رستے محدود ہوتے تو اس کے یہ معنے ہوتے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب روحانی ترقی بند ہو جائے گی۔ اور ایک مقام ایسا آئے گا جہاں پہنچ کر ترقی کے رستے مسدود ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ بس یہ قانون قدرت ہے۔ کہ اگر کسی وقت ترقی نہ ہو تو تنزل شروع ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ

اپنے اعمال پر غور کرتے رہنا چاہیئے

اور کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارا ہر دن پہلے دن کی نسبت زیادہ ترقی والا ہو ہمارا قدم پہلے کی نسبت آگے ہونا چاہیئے ہماری عبادات اور ذکر الٰہی میں کوئی نہ کوئی

ترقی ہونی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے ہمارا تعلق پہلے کی نسبت زیادہ ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی انسان اس رنگ میں رنگین ہو جائے تو وہ ایسا برکت والا ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہو جاتا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔ اسے کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ لیکن ضروری ہے کہ عبادتوں اور ذکر الٰہی کے علاوہ انسان ظاہری طور پر بھی محنت کرے تا وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا جاذب بن سکے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عبادات کے ساتھ ساتھ ظاہری تدابیر بھی اختیار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صحابہؓ سے مصنوعی جنگیں کرواتے تھے کشتیاں لڑواتے تھے گتکے کی مشق کروایا کرتے تھے۔ بخاری میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چند حبشیوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے بلایا اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا کیا تم تماشہ دیکھنا چاہتی ہو۔ بعض لوگ اس حدیث کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ مسجدوں میں تماشہ کروانا جائز ہے۔ محدثین نے اس حدیث کا ہیڈنگ ہی اس طرز کا باندھا ہے کہ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آیا مسجد میں تماشہ کروانا جائز ہے یا نہیں۔ لیکن اس تماشہ سے مراد مداری یا بندر وغیرہ کا تماشہ نہیں بلکہ فوجی کرتب ہیں لڑائی کے ہنر ہیں اور ان کاموں کی

مسجد میں مشق کرانا جائز ہے

بلکہ مسجدیں تو ان کاموں کے لئے نہایت عمدہ مقام ہیں۔ لوگ وہاں نماز کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور وہ سب اس شغل سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ عام تماشہ سے مراد وہ نظارہ ہوتا ہے جو دلچسپی کا موجب ہو۔ لیکن اس میں فائدہ کچھ نہ ہو مگر یہ کرتب دلچسپی کا موجب بھی ہیں۔ اور مفید بھی ہیں۔ بہرحال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

حضرت عائشہؓ

سے فرمایا کیا تم تماشا دیکھنا چاہتی ہو آپؓ نے فرمایا۔ ہاں میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کندھا نیچا کر لیا۔ اور میں ایڑیوں کے بل کھڑی ہو گئی۔ اور آپ کے کندھوں کے اوپر سے جھانکتی رہی۔ اس وقت

مسجد میں

چند حبشی اپنے فوجی ہنر دکھا رہے تھے۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان حبشیوں کی مشق کروایا کرتے تھے حالانکہ آپ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا مگر باوجود اس وعدہ کے

جنگ بدر کے موقع پر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو
مورچوں پر کھڑا کر دیا۔ تو آپ نے ایک
طرف بیٹھ کر دعائیں کرنی شروع کیں کہ
اے خدا۔ آج مسلمانوں کو فتح دے۔ آپ
نے اس موقعہ پر اتنی دعائیں کیں کہ آپ کی
سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ حضرت
ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ کیا
آپ کو یقین نہیں کہ دشمن کے مقابلہ
میں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا کرے
گا۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ خدا تعالیٰ
کے ہم سے وعدے تو ہیں۔ لیکن خدا
تعالیٰ غنی بھی ہے۔ ہمارا کام ہے کہ ہم
دنیوی سامان بھی جمع کریں اور اپنی کوتاہی
کا بھی اقرار کریں تا وہ یہ بھی نہ کہے کہ ہم
نے اس کے پیدا کردہ سامانوں سے

فائدہ نہیں اُٹھایا

اور یہ بھی نہ کہے کہ ہم نے اپنی سامانوں پر
بھروسہ کر لیا ہے۔ غرض ظاہری سامانوں
سے فائدہ اُٹھانا دین کے خلاف نہیں
لیکن یہ ضروری ہے کہ ظاہری سامانوں
اور تدابیر کو دین کے تابع رکھا جائے۔
خدا تعالیٰ کی محبت کو اتنا بڑھایا
جائے کہ اسے ہمارے متعلق غیرت
پیدا ہو جائے۔ اور ساتھ ہی دنیاوی
سامانوں کو بھی جمع کیا جائے۔ تا یہ نہ
سمجھا جائے کہ تم خدا تعالیٰ کی بنائی
ہوئی چیزوں کو حقارت کی نظر سے
دیکھتے ہو

جب شام میں جنگ ہوئی

اور وہاں طاعون پڑا تو حضرت عمرؓ خود تشریف
لے گئے تا کہ لوگوں کے مشورہ سے فوج
کی حفاظت کا کوئی معقول انتظام کیا
جا سکے۔ مگر جب بیماری کا حملہ تیز ہو گیا
تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ کا یہاں ٹھہرنا
مناسب نہیں۔ آپ واپس مدینہ تشریف لے
جائیں۔ جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا
تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا افرارًا من
قدر اللہ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر
سے آپ بھاگتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے
فوراً جواب دیا۔ نعم نفر من قدر
اللہ الی قدر اللہ ہاں ہم خدا تعالیٰ
کی ایک تقدیر سے اس کی دوسری تقدیر کی
طرف بھاگتے ہیں۔ غرض دنیاوی سامان
کو ترک کرنا جائز نہیں۔ ہاں دنیاوی
سامان کو دین کے تابع رکھنا چاہیئے۔

صحابہؓ کے متعلق آتا ہے

کہ بعض صحابہؓ کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا۔
وہ سارا دن محنت کرتے تھے اور
شام کو مٹھی بھر جو وہ حاصل کرتے
تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے
سامنے بطور چندہ پیش کر دیتے تھے
مشرکین مکہ اور منافق لوگ کہا کرتے
تھے۔ کہ یہ لوگ یعنی مسلمان ملک کو فتح
کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن کیا
یہ لوگ مٹھی بھر جو کے ساتھ ملک کو
فتح کریں گے وہ مشرک اور منافق یہ
نہیں جانتے تھے کہ یہ مٹھی بھر جو بڑی
قیمتی چیز ہے ان مٹھی بھر جو دینے
والوں کا بھی جنگ لڑنے میں ویسا ہی حصہ
تھا۔ جو مالداروں کا تھا۔ مثلاً حضرت
عثمانؓ نے بارہ ہزار چندہ دیا۔ حضرت
ابوبکرؓ نے اپنی ساری جائداد خدا تعالیٰ
کی راہ میں دے دی۔ حضرت عثمانؓ
اور حضرت ابوبکرؓ کا چندہ بے شک
زیادہ تھا۔ مگر وہ غریب آدمی بھی قربانی
میں ان لوگوں سے کسی طرح کم نہ تھا جس
نے سارا دن محنت کر کے مٹھی بھر جو
کمائے۔ اور پھر ان کی روٹی پکا کر اپنے
بچے کے منہ میں نہیں دی اس مٹھی بھر
جو کی روٹی پکا کر اس نے اپنی بیوی کے
منہ میں نہیں دی۔ بلکہ اس نے وہ
سارے دن کی کمائی مٹھی بھر جو رسول
کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پیش کر دی۔ وہ مٹھی بھر جو مالداروں
کے چندوں سے کسی صورت میں بھی کم
نہیں تھے۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی بنیاد

مادیت پر نہیں ہوتی۔ پس میں جماعت
کے دوستوں کو نصیحت کروں گا۔ کہ وہ
اپنے اندر محبت الٰہی پیدا کریں۔ اس
طرح کہ خدا تعالیٰ کو ان کے متعلق غیرت
پیدا ہو جائے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت
میں ترقی کریں۔ خشیت الٰہی میں ترقی کریں
تہجد پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اور اس
بارہ میں ایک دوسرے کی نگرانی کریں
نمازوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کی عادت
ڈالیں۔ اور ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ
جو تعلق ہے اسے مضبوط بنائیں۔ یہ
خیال کر لینا کہ وہ ان چیزوں کے بغیر ہی
جیت جائیں گے غلط ہے۔ جیتنا تو
خدا تعالیٰ نے ہے۔ اور جب تک
خدا تمہارے اندر نہیں آ جاتا تم غالب
نہیں آ سکتے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ تمہارے
اندر آ جاتا ہے تو یقیناً تم غالب آ جاؤ گے
اگر وہ تمہارے اندر نہیں آتا تو تم غالب
نہیں آ سکتے۔ کیونکہ غلبہ خدا تعالیٰ کے
لئے مقدر ہے۔

(الفضل ۱۲/۶/۶۲)

مغربی افریقہ میں ملازمت کا شاندار موقعہ

دی ماحت سیرالیون مغربی افریقہ میں ایک
احمدی ایم۔ اے پاس خواہ سیکنڈ ڈویژن کیوں ہو
مطلوب ہے۔ پانچ چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ہوگی۔
خواہشمند احباب انچارج احمدیہ مسلم مشن فری ٹاؤن
سیرالیون مغربی افریقہ سے خط و کتابت فرمائیں
(ناظر امور عامہ قادیان)

احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد دکن

مرتبہ مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل اسسٹنٹ انچارج مشن

حیدرآباد میں احباب جماعت مختلف
محلوں میں آباد ہیں۔ اس کے باوجود خدا کے
فضل سے اکثر نوجوان روزانہ کسی نہ کسی
وقت مشن ہاؤس میں تشریف لاتے ہیں
اور نماز با جماعت میں حصہ لیتے ہیں۔

احمدیہ مسلم مشن ہاؤس جماعت احمدیہ حیدرآباد کا مرکزی
مشن شہر کے ایک بہت ہی معروف مقام
افضل گنج میں ایک وسیع عمارت جوبلی ہال
میں واقع ہے۔ یہ عمارت ۱۹۳۱ء میں حضرت
سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ
نے تعمیر کروائی تھی۔ اس میں علاوہ دفتر
اور لائبریری کے ایک وسیع ہال ہے جس
میں پنجگانہ نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔
مستورات کے لئے الگ دفتر اور
گیلری ہے۔ جس کی وجہ سے ہر جماعتی
تقریب میں مستورات بھی بآسانی شامل
ہو سکتی ہیں۔ [illegible]
منہ۔ اس عمارت کے بالائی حصہ میں مبلغ
انچارج کے لئے فیملی کوارٹر ہے۔ گویا
حضرت سیٹھ صاحب نے ایک مشن کی
جملہ ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس
عمارت کی تعمیر کروائی۔ جزاہ اللہ احسن
الجزاء

خاص حیدرآباد (دکن) میں مرکز سلسلہ
کی طرف سے دارالتبلیغ تو پہلے ہی سے
قائم تھا۔ لیکن ملک میں صوبہ جات کی نئی
حد بندی کے بعد حیدرآباد آندھرا کا
دارالخلافہ مقرر ہوا۔ تو مرکز سلسلہ کی
طرف سے بھی آندھرا پردیش کی دیگر
جماعتوں میں تبلیغی مساعی کی نگرانی کا
کام بھی انچارج دارالتبلیغ حیدرآباد
کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ اس وقت
مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل
انچارج ہیں اور خاکسار کے علاوہ مختلف
مقامات پر دو اور مبلغ مکرم مولوی
محمد ولی الدین صاحب فاضل اور مکرم
مولوی بشیر الدین صاحب فاضل موصوف
ہی کی نگرانی میں تبلیغی کام سرانجام دے
رہے ہیں۔

تبلیغی پروگرام الحمد للہ خدا کے فضل سے اکثر مخلص
نوجوان انفرادی طور پر باقاعدہ اپنے
اپنے حلقہ تعارف میں تبلیغ جاری رکھے
ہوئے ہیں۔ لیکن تنظیم کے ماتحت مجلس
خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی طرف سے
مستقل طور پر مہینہ میں چار اجلاس
مختلف محلہ جات میں منعقد کئے جاتے
ہیں۔ علاوہ ازیں مشن ہاؤس اور
لائبریری پورا دن کھلے رہتے ہیں۔
جہاں انفرادی طور پر زبانی تبلیغ کا سلسلہ جاری
رہتا ہے۔

ماہ رواں میں خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی
طرف سے پہلا اجلاس مکرم جناب محمد صادق
صاحب سیکرٹری تبلیغ کے مکان واقع خیرت گنج
میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل مبلغ
انچارج کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مولوی بشیر الدین
صاحب فاضل اور خاکسار نے مسلمانوں کی مشکلات
کے حل پر تقریریں کیں۔ مقررین اور صاحب
صدر نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کی پیشگوئیوں کو پیش کرتے ہوئے وضاحت سے
اس امر کو بیان کیا کہ مسلمانوں کو اپنی مشکلات
کا حل کسی سیاسی یا خود ساختہ مذہبی مجالس
میں تلاش کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی
اس آواز پر کان دھرنا چاہیئے جس کیلئے
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ
سو سال قبل تاکید فرمائی تھی۔ اور حقیقت
بھی یہی ہے کہ اگر اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف
سے قائم ہوا ہے تو پھر مسلمانوں اور خود
اسلام کی مشکلات کا حل بھی اللہ تعالیٰ کی
طرف سے ہی ہو سکے گا۔ چنانچہ حضرت مرزا
غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام
نے بار بار مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ
دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام اور
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا
میں قائم کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے

(۲) — دوسرا جلسہ بھی مورخہ ۱۲ر اگست
بروز اتوار زیر صدارت محترم انچارج صاحب
مشن بمکان مکرم اکبر حسین صاحب انجینئر
دکن ایرویز و سیکرٹری جائداد جماعت
احمدیہ حیدرآباد بمقام سعید آباد منعقد
ہوا۔ چونکہ اس مہینہ میں شہر میں عید میلاد
النبیؐ کی محافل کثرت سے منائی جاتی ہیں۔ اس
لئے مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے [illegible]
مختلف محلہ جات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر جلسے منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ
اس اجلاس میں خاکسار کے علاوہ مکرم مولوی
ولی الدین صاحب فاضل نے حضرت نبی اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقاریر
کیں۔ جس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے عشق الٰہی، اخلاق فاضلہ، سادہ
زندگی اور غیروں سے حسن سلوک واضح کیا
گیا۔ آخر میں صاحب صدر نے اس امر کی
طرف توجہ دلائی کہ آجکل جلسہ سیرۃ النبی
صلعم میں مسلمانوں کو حضور اکرم صلعم کی
سیرۃ کے اس پہلو کو پیش کرنا چاہیئے جس
سے غیروں میں محبت اور پیار پیدا ہو اور
اس وقت جو تلخ جذبات مسلمانوں کے متعلق
غیر اقوام میں پائے جاتے ہیں۔ وہ محبت و
پیار میں بدل جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے

غیر احمدیوں کے مختلف جلسوں میں جانے کا موقعہ ملا ہے۔ اور مجھے تقریریں سنکر افسوس ہوتا ہے کہ ہر مقرر کی تان یہاں آکر ٹوٹتی رہی ہے کہ مسلمانوں کی حکومت اس طرح قائم ہو سکتی ہے۔ اور مسلمانوں کی مشکلات کا حل یہ ہے کہ وہ منظم ہو کر حکومت کے لئے ہاتھ پیر ماریں۔ حالانکہ حضور اکرم صلعم کی مکی اور ابتدائی مدنی زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے کبھی بھی عوام کے سامنے یہ منظر پیش نہیں کیا تھا کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کو حکومت مل جائے گی۔ پس آج ضرورت ہے اس امر کی کہ مسلمان اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کی مکی اور ابتدائی مدنی زندگی میں ڈھالیں اور اپنے اندر ایسا نیک تغیر پیدا کرنے کی کوشش کریں جس کے نتیجہ میں اُن کے صبر تحمل اور بلند اخلاق کو دیکھ کر ایک طرف آسمان پر خدا تعالےٰ کی رحمت جوش میں آئے اور دوسری طرف غیر اقوام اسلام کی طرف مائل ہوں اور ان کی اجنبیت دور ہو۔

(۳) تیسرا جلسہ ۱۹ راگست بروز اتوار احمدیہ مسلم مشن میں زیر صدارت مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال منعقد ہوا۔ یہ تربیتی جلسہ تھا اور اس میں خاکسار اور صدر موصوف کے علاوہ مکرم احمد اللہ بیگ صاحب سیکرٹری وصایا اور مکرم عبد الحمید صاحب انصاری قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے ایثار و قربانی کی تلقین کی اور عوام کو اپنے اندر صحابہ جیسا نمونہ اور ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

(۴) اس ماہ کا آخری جلسہ مورخہ ۲۶ راگست بمکان مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب نئے پلی زیر صدارت مکرم مولوی مبارک علی صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مکرم سید جعفر حسین صاحب بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی ایڈووکیٹ اور مکرم مولوی سراج الحق صاحب اور خاکسار نے آنحضرت صلعم کا عظیم الشان روحانی انقلاب، آپؐ کے اخلاق فاضلہ اور آپؐ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت و عقیدت کے عنوانوں پر تقاریر کیں۔

صاحب صدر نے اس جلسہ میں بھی اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مقررین کو موجودہ زمانہ میں حضور اکرم صلعم کی سیرت کے اُن پہلوؤں پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ جن کے نتیجہ میں غیروں کو اسلام اور بانیٔ اسلام اور مسلمانوں سے محبت پیدا ہو۔ غلط فہمیاں دور ہوں۔

لجنہ اماء اللہ کی مساعی

خدام الاحمدیہ کے علاوہ اس ماہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے احمدیہ جوبلی ہال میں وسیع پیمانہ پر سیرۃ النبی صلعم زیر صدارت محترمہ ڈاکٹر رضیہ سلطانہ صاحبہ ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی عثمانیہ یونیورسٹی بروز اتوار مورخہ ۱۹ راگست منعقد ہوا۔ جس میں کثرت سے غیر احمدی مستورات شامل ہوئیں۔ اس جلسہ کے جملہ انتظامات اور کامیابی کا سہرا محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کے سر پر ہے۔ جلسہ کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

سیرۃ داری جلسہ کے لئے باقاعدہ اشتہارات شائع کئے جاتے رہے اور لاؤڈ سپیکر کا بھی اور مستورات کے لئے پردہ کا بھی تسلی بخش انتظام رہا۔ جس کی وجہ سے جماعت کی مستورات نے ہر جلسہ سے استفادہ اٹھایا۔

محترم امیر جماعت مقامی

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے امیر ہیں۔ جب سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو امیر مقرر فرمایا ہے۔ آپ کی ذاتی کوششوں اور توجہ سے جماعت میں خاص قسم کی بیداری پیدا ہوئی ہے۔ آپ ہی نے جلسہ جات کے لئے نیا لاؤڈ سپیکر خرید کر دیا ہے۔ عند الضرورت اشتہارات کی اشاعت کے لئے آپ کا کوہ نور پریس ہمارے لئے گویا مستقل مددگار ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

ایک اہم تقریب

مورخہ ۵ راگست حیدرآباد کے ایک محلہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے ایک تقریب منعقد کی گئی۔ مکرم انچارج صاحب کے علاوہ جماعت کے دس افراد کو شمولیت جلسہ و طعام کی دعوت دی۔ یہ تقریب اُن بھرے ہوئے اور منتشر الحال افراد کی طرف سے منعقد کی گئی جو بیان کے صدیقی نامی نام نہاد مدعی مصلح موعود کو ماننے والے ہیں۔

مولوی انعام الحق صاحب جو سارے بھارت میں پیغامیوں کے واحد کتب فروش اور کمیشن ایجنٹ قسم کے نمائندہ ہیں شامل ہوئے۔ داعیانِ تقریب کا مقصد یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والے افراد متحد ہو کر کام کریں گے۔ بکر پیغامی نمائندہ صاحب نے اپنی پیغامی ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کفر و ایمان پر طبع آزمائی شروع فرمائی۔ آپ کو ہماری طرف سے یاد کروایا گیا کہ آج آپ کا عنوان امن عالم اور اسلام ہے نہ کہ

کسی فریق کے متعلق اس قسم کی طنزیہ چھیڑ چھاڑ۔ اور اگر آپ کو شوق ہی ہو تو جلسہ کے بعد اس پر بھی طبع آزمائی فرما سکتے ہیں۔ ہمارے اس احتجاج پر مولانا موصوف جو پہلے ہی تقریر سے جان چھڑانا چاہتے تھے بیٹھ گئے۔ اس تقریب میں ہماری طرف سے مکرم چوہدری مبارک علی صاحب انچارج مشن نے تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ ہر وہ جماعت جو اپنے آپ کو روحانی جماعت کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اس کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ یہ تقریر قریباً ۴۵ منٹ تک رہی جس کو اپنوں اور غیروں نے بہت پسند کیا بعدہٗ مکرم چوہدری صاحب کی اقتداء میں تمام حاضرین نے نماز ادا کی۔

حیدرآباد کے مضافات میں تبلیغی پروگرام

چونکہ حیدرآباد شہر کے قریب قریب پچیس تیس میل کے اندر اندر ہماری کوئی جماعت نہیں۔ اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی طرف سے ایک تبلیغی کمیٹی قائم ہوئی ہے جو حیدرآباد کے باہر مختلف مقامات میں مختلف رنگ میں تبلیغی پروگرام سرانجام دے رہی ہے۔ تبلیغی کمیٹی کی طرف سے عنقریب ایک خوبصورت پمفلٹ بعنوان نجات کی راہ یعنی ایک نومسلم عیسائی کا اپنے عیسائی بھائیوں کے نام الوداعی پیغام شائع کیا جا رہا ہے۔ اور مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۲ء کو بمقام شاد نگر جہاں ہمارے ایک نو احمدی بھائی مکرم جناب سید جعفر حسین صاحب بی۔اے ایل۔ایل۔بی ایڈووکیٹ قیام فرما ہیں۔ جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد کیا جا رہا ہے۔

تعلیم و تربیت

جماعتی تربیت کے لئے بھی باقاعدہ پروگرام مرتب کیا گیا ہے مثلاً نماز جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے کلمات طیبات میں سے ایسے حصہ کو منتخب کیا جاتا ہے۔ جس کی ہمارے ماحول کے مطابق زیادہ ضرورت ہے۔ حیدرآباد میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب اور سکندرآباد میں خاکسار باقاعدہ جمعہ کی نماز پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پانچوقت باجماعت نماز کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اور اس امر کی کوشش جاری ہے کہ باوجود دُور دُور رہائش کے احباب جماعت زیادہ سے زیادہ تعداد میں باجماعت نماز میں حاضر ہوں۔ ہر روز بعد نماز مغرب خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیتا ہے اور جماعت کے چار اہم مختلف سنٹروں

یعنی کاچی گوڑہ۔ شکر گنج نام پلی اور سعید آباد میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ اور خاکسار روزانہ ان حلقوں میں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے علاوہ نماز باترجمہ اور سلسلہ کے دیگر مسائل کی تعلیم دیتا ہے

اسی طرح خدام الاحمدیہ کی زیر نگرانی سکندرآباد میں مہینہ کے ہر آخری جمعہ کے بعد ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوتا ہے اس قسم کے تعلیمی پروگرام کے علاوہ ان تبلیغی اجلاسوں کے جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ مہینہ میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ایک تو مہینہ میں ایک بار باقاعدہ تبلیغی وفد مختلف محلوں میں بغرض تبلیغ جاتا ہے تو دوسرے مہینہ میں ایک بار تربیتی اجلاس بھی منعقد ہوتا ہے۔ نیز اطفال الاحمدیہ کی تربیت کیلئے اگرچہ محلہ دار پروگرام بھی جاری ہے مگر ہر ماہ ایک دفعہ احمدیہ جوبلی ہال میں ان کا ایک تربیتی اجلاس بھی منعقد ہوتا ہے۔ جماعت میں مزید دینی دلچسپی پیدا کرنے کے لئے پہلے مجلس خدام الاحمدیہ کو پابند کیا گیا ہے کہ ہر خادم اسلامی شعار کی پابندی کرنے اور نماز کے احترام کے علاوہ تمام ممبران داڑھی بھی رکھیں چنانچہ بفضلہ تعالےٰ اس میں نمایاں کامیابی ہوئی اور اچھے نمونے کا نیک اثر جماعت کے دوسرے حصہ پر بھی پڑا ہے۔ عنقریب ایک تربیتی چارٹ شائع کیا جا رہا ہے جس میں نمازوں کے علاوہ خدمت خلق اور تبلیغ کے متعلق پہلے ممبران مجلس عاملہ جماعت احمدیہ و مجلس خدام الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ سے رپورٹ لی جائے گی۔ اور ہر ممبر کے لئے لازم قرار دیا جائے گا کہ وہ ہر ہفتہ امیر صاحب، قائد صاحب و صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں رپورٹ پیش کرے اسکے بعد اس طریقۂ اصلاح کو جماعت کے افراد میں رائج کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں ہم دونوں کو حسب ضرورت مطالعہ کتب اور مضمون نویسی کا بھی موقعہ ملا۔ ایک حد تک تربیت لٹریچر تقسیم کیا گیا ہے اور مستقل زیر تبلیغ افراد کے لئے الگ رجسٹر رکھا گیا ہے۔

شکریہ

مقامی جماعت کے عہدیداران بالخصوص محترم امیر صاحب اور خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ کے ہر ممبر نے ہمارے ساتھ تعاون فرمایا ہے۔ مشن ہاؤس کے فرنیچر کیلئے محترم امیر صاحب کے علاوہ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیری نے ایک درجن قیمتی کرسیاں بطور عطیہ مہیا فرمائی ہیں۔ اسی طرح تبلیغی کمیٹی کے تعاون کی وجہ سے ایک مستقل الگ دفتر ترتیب دیا گیا ہے۔ ماہ رواں میں مندرجہ ذیل احباب جماعت نے نمایاں رنگ میں (باقی صد پر)

اذکروا موتاکم بالخیر

گلدستہ ــــ جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ۔ درویش قادیان

(قسط نمبر ۲)

(۶)

یہ ایک اور بزرگ درویش بھائی ہیں اس گلدستہ کے چمکتے اور مہکتے ہوئے پھول شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی۔ زہد و ریاضت اور طاعت و عبادت کا مجسمہ۔ جب بھی دیکھو قرآن کریم سامنے کھلا رکھا ہے اور تلاوت فرما رہے ہیں یا تسبیح ہاتھ میں ہے اور کسی وظیفہ کا ورد ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے بہت کم بات کرتے۔ نگاہیں ہمیشہ نیچی۔ اور پُر نور چہرے پر ایک موسناد وقار۔ باوجود صاحبِ حیثیت ہونے کے زندگی نہایت سادگی کے ساتھ بسر کی۔ آپ درویشی کا ایک ماڈل تھے اصل وطن چنیوٹ ضلع جھنگ (مغربی پاکستان) تھا اسی نسبت سے چنیوٹی کہلاتے تھے۔ ایک قابلِ رشک زندگی گذار کر اور درویشی کی سعادت پا کر ۱۹۵۹ء میں ڈھاکہ میں وفات پائی۔ اور وہاں سے نعش بذریعہ ہوائی جہاز ربوہ لے جا کر بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے متعلق کسی قدر تفصیلی نوٹ راقم نے ۱۹۵۹ء میں بدر میں شائع کروا دیا تھا۔

(۷)

وہ گلدستہ ہی کیا جس میں انواع و اقسام کے پھول نہ ہوں۔ ایک اور رنگ دیکھئے۔ ہمارے ایک معمر بزرگ بھائی صوفی غلام محمد صاحب نارووالی ہیں۔ مرحوم ایک خاص طبیعت کے مالک تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا ان کا ہر وقت کا محبوب مشغلہ تھا یا یہ ان کی عادت ثانیہ تھی۔ یا اسے عشقِ قرآن کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ اور صرف خود پڑھنے کا شوق نہ تھا بلکہ دوسروں کو بھی ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کا بہت شوق تھا اور دوسروں کے پاس خود پہنچ کر پڑھاتے تھے۔ چنانچہ ہمارے بہت سے درویش بھائیوں نے ان سے قرآن شریف پڑھا اور ترجمہ سیکھا۔ مرحوم کو وظیفہ ملتا تھا۔ اور معمولی تجارت کا کام بھی کرتے تھے۔ مثلاً منڈی سے پھل لے آتے اور اپنے گھر کے پیچھے حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان کی چھمک متصل زنانہ جلسہ گاہ) پھل کی ڈھیری سامنے رکھ کر قرآن کریم ہاتھ میں لئے

دن بھر بلند آواز سے تلاوت کرتے رہتے اور قرآن پڑھانے کا یہ شوق ہی تھا کہ مرحوم نے بٹالہ میں کوئی ملم دوست بندہ (؟) بھی تلاش کر لی جس کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے قادیان سے جایا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات کئی کئی دن انہی کے ہاں قیام کرتے۔

مرحوم چونکہ ایک ناصح بزرگ تھے اس لئے بلا امتیاز مذہب ہر ملنے والے کو نصیحتیں کرتے رہتے تھے جو ان کی لمبی عمر کے تجربہ کا نچوڑ ہوتی تھیں اور نصیحتوں کے ساتھ برمحل اور برجستہ مثالیں بھی دیتے تھے۔ نماز دل روزہ ل اور تہجد کے پابند تھے۔ اور لوٹے مصلے اور مسجد کے ساتھ گہرا رشتہ تھا مرحوم اکثر سنجیدہ رہتے تھے۔ لیکن جب شگفتگی پر آتے تو ان کی شگفتگی کو برداشت کرنا بھی بڑے دل گردے کا کام تھا۔ ایسے ایسے لطیفے اور پھبتیاں ہوتیں کہ ماحول کی افسردگی ہوا ہو جاتی۔

بات کو ایک خاص اسلوب اور الفاظ میں ڈھالنے کا ڈھنگ آتا تھا چنانچہ ایک بار کسی معاملہ کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ سے بات کر رہے تھے۔ راقم بھی پاس بیٹھا تھا کہنے لگے "ہم خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جان نثار اور وفادار خادم ہیں اور وفاداری کے عہد کو نبھا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جا تو اور تیرا رب جا کر لڑو اور جب فتح کر چکو تو ہمیں پیسے کا کارڈ لکھ دینا ۔"

آخری ایام میں کمزوری صحت کی وجہ سے پاؤں متورم ہو گئے تھے اور بدقت چلتے پھرتے تھے۔ اسی حالت میں پاسپورٹ پر پاکستان گئے وہاں بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ اور آخر ۵ رمئی ۱۹۶۱ء کو ربوہ میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

مرحوم میانہ قامت سانولے رنگ کے تھے۔ اچھی صحت کی حالت میں بھی نہایت آہستہ چلتے تھے شاید ولا تمش فی الارض مرحاً پر عمل کرتے ہوں۔

(۸)

ہر شخص کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ اس کے چلے جانے یا وفات پا جانے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء سے قبل جب غیر مسلم محلوں کے اندر غیر مسلم خواتین کو جلسہ میں شمولیت کے دعوتی کارڈ تقسیم کرنے کا سوال پیدا ہوا۔ تو کئی دنوں تک یہ سوچنا پڑا کہ یہ کام کون سر انجام دے حالانکہ اس سے قبل آٹھ دس سال سے اس کے لئے کسی تشویش کی ضرورت نہ پڑا کرتی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگ درویش بھائی بابا نور احمد صاحب باورچی کی اہلیہ مائی حسین بی بی صاحبہ زندہ تھیں جو مردانہ وار یہ کام انجام دیا کرتی تھیں۔ اور سال ۱۹۶۱ء کے اوائل میں وہ پیٹ میں رسول کی وجہ سے ایک طویل بیماری اور علاج معالجہ کے بعد وفات پا گئی تھیں۔

مرحومہ اس اعتبار سے بڑی خوش قسمت تھیں۔ اور یہ بات ان کے لئے باعث فخر تھی کہ اس قربانگاہ پر انہوں نے بہت سی قربانیاں پیش کی تھیں۔ چنانچہ شروع ایام میں مرحومہ کا خاوند بابا نور احمد صاحب باورچی۔ مرحومہ کے تین بیٹے نذیر احمد ٹیلر رشید احمد صاحب اور فضل احمد صاحب قادیان میں رہے گو بعد میں مؤخر الذکر دو بیٹوں کو جانا پڑا۔ اس کے علاوہ مرحومہ کی بیٹی امۃ الرحیم صاحبہ اور مرحومہ کے داماد فضل الرحمن صاحب بھی قادیان میں مقیم ہیں۔ گویا درویشی میں مرحومہ کا بہت بڑا حصہ تھا۔ مرحومہ راقم الحروف

کی ہمسایہ تھیں۔ اور گو پڑھی لکھی نہ تھیں۔ لیکن سلسلہ کی تعلیم سے کسی حد تک واقف تھیں۔ اور غیر مسلم خواتین سے ساتھ قریب کے دور کے محلوں میں بڑے تعلقات تھے اور ان کے پاس اکثر جاتی تھیں۔ اور احمدیت کے بارہ میں باتیں کرتی رہتی تھیں۔ مرحومہ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک خاص عقیدت تھی۔ اس لئے خاندان کے مقدس اور قابل احترام ذکور و اناث کا ذکر کرتیں کہ ان الفاظ پر رشک آتا تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں بڑی متفکر رہتیں اور دعائے صحت کرتی تھیں۔ اور روزانہ حضور کی صحت کے بارہ میں الفضل کے حوالے دریافت کرتیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں اور حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھواتی رہتیں۔ بلکہ ربوہ جانے والے درویشوں کے ہاتھ اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق تحفے بھی بھجواتیں۔ اُدھر سے دعائیہ خطوط کے جواب بھی آتے اور بعض اوقات عطیات بھی آتے۔ کیونکہ یہ عظیم المرتبت خاندان اپنے خادموں کو ہمیشہ محبت و تلطف سے نوازتا اور کرم گستری فرماتا ہے۔

بہرحال مرحومہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ مرحومہ کے شوہر بابا نور احمد۔ فرزند نذیر احمد ٹیلر۔ داماد فضل الرحمن صاحب۔ اور بیٹی امۃ الرحیم صاحبہ قادیان میں درویشی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور خود مرحومہ بھی لجنہ اماء اللہ کے زیر ہدایت لمبے عرصہ تک محلہ میں خدمات بجا لاتی رہیں۔ مرحومہ نماز۔ روزہ اور تہجد کی بہت پابند تھیں۔ اور باوجود بڑھاپے کے اتنی محنت کا کام کرتی تھیں کہ ارد گرد کے سارے درویش اپنے جوان بیویوں کو مائی حسین بی بی مرحومہ کی جوانمردی کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ مرحومہ موصیہ تھیں ۲۹ ۱۹۶۱ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

(باقی آئندہ)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۶ر اگست ۱۹۶۲ء کو میرے لڑکے سید الیاس احمد صاحب کا نکاح جناب سید عبد اللہ صاحب احمدی کی لڑکی سیدہ نذیر النساء کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر اور میری لڑکی سیدہ ر النساء کا نکاح جناب جی۔ ایم رحمت اللہ صاحب احمدی کے صاحبزادہ محمد نور اللہ شریف صاحب کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر جناب ڈاکٹر مولوی محمد امام صاحب مولوی فاضل سیکرٹری مال بنگلور نے پڑھا۔ اس خوشی میں مبلغ چھ روپے اخبار بدر کو جاری کرنے اور مبلغ پانچ روپیہ درویش فنڈ میں جمع کرنے کے لئے محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھجوائے جا رہے ہیں۔

(احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں رشتوں کو ہم سب کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

خادم سید عمار احمدی صدر جماعت احمدیہ شیموگہ

پونچھ میں میلادِ النبی صلعم کی تقریب پر احناف کا جلسہ

تنگ نظری کی ایک واضح مثال

دورِ حاضر کی پُر آشوب کشمکش میں بھی بعض مولوی صاحبان تفرقہ بازی اور ایسی تقاریر سے باز رہنا پسند نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں وحدتِ اسلامی کا بنیادی مسئلہ ہی کالعدم ہو کر رہ گیا ہے۔ حال ہی میں وادیٔ پونچھ میں ایک بریلوی صوفی صاحب تشریف لائے۔ اور تمام پونچھ کے فرقہ حنفی کو دیگر فرقہ ہائے اسلام کے خلاف اُبھار کر اُنہیں اپنے خلاف اعتقاد رکھنے والوں سے سوشل بائیکاٹ کی تحریک کی اور انہیں اس بات پر مستعد کیا کہ میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسہ عام میں بھی کسی بد مذہب فرقہ کو تقریر کا حق نہیں دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا کہ امسال اس مبارک تقریب پر کسی مسلم فرقہ کے مقرر کو وقت نہیں دیا گیا۔ البتہ غیر مسلم اصحاب کو تقریر کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ اس امر کو بعض سنجیدہ ہندو رہنماؤں نے بھی خاص طور پر محسوس کیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض تنگ نظر لوگ ابھی تک اسلامی وحدت کے زریں اصول سے ناواقف محض ہیں۔ ورنہ صحیح اسلامی تعلیم نہ صرف مسلمانوں بلکہ اقوامِ عالم کے اتحاد و یگانگت کی ضامن ہے۔ لفظ "اسلام" بذاتِ خود ہی کرۂ ارض کا تفریق سے بالا تر ہو کر ہر فرد بشر کی سلامتی کا مینار ہے۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت اقدس بانیٔ اسلام کو رحمۃ للعالمین کے خطاب سے نوازا ہے۔ کاش مولوی صاحبان اس بات پر سنجیدگی سے سوچ بچار کرتے اور اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی خاطر ملت میں خلفشار کی راہیں نہ نکالتے۔ درحقیقت مختلف اقوام کی تفرقہ بازی اور انتشار کے انسداد کے لئے ہی عرش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عمل میں آئی۔ حضور نے دنیا کو وحدت کا درس دے کر انہیں ہر قسم کے مناقشات سے مجتنب رہنے کا ارشاد فرمایا۔ مگر برا ہو خود غرضی کا کہ عصرِ حاضر کے "عالم" کہلانے والے علی الاعلان فرقہ بندی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ بطور مثال مولینا عزیز احمد صاحب صوفی بریلوی کے پیش کردہ پمفلٹ "نظریۂ اسلام" کی مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ ہوں۔ موصوف اپنے عقیدہ کے مخالفوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"تمام بدمذہبوں وہابیہ، دیوبندیوں، روافض، قادیانی، نیچریہ وغیرہ سے سخت متنفر ہو اور ان کو اپنا سخت دشمن جانو۔ ان کے ساتھ دینی میل جول نشست و برخاست سلام و کلام حرام سمجھو۔ ان کی کتابوں کو کفری زہر جانو ...... ان کو نہ خود پڑھو نہ پڑھوا اور نہ عوام کو پڑھاؤ بلکہ دوسروں کو بھی ان سے سخت نفرت دلاؤ۔" (صفحہ ۳۳-۳۴)

یہ عبارت پڑھئے اور خدا را غور کیجئے کہ مولوی صاحب کا یہ فرمان کہ "پس دین اسلام کی سلامتی اسی میں ہے کہ ان احکامِ نبوی و ارشاداتِ مصطفوی پر عمل کرو" کہاں تک تعلیمِ اسلام کے مطابق ہے۔ اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے قرآنی حکم کے ذریعہ تمام امت مسلمہ کو جس اتفاق و اتحاد کی تلقین کی گئی ہے اس سے کہاں تک میل کھاتا ہے؟ حیرت ہے کہ اسلام سے سچی محبت رکھنے والے اور اسوہ نبوی کو عزیز جاننے ...... والے مسلمان بھائی جرأت مندی سے کام لیتے ہوئے ایسی افتراقی تقاریر سے بیزاری کا اظہار کیوں نہیں کرتے جس سے اسلام کا حسین چہرہ داغدار ہوتا ہے۔

اس موقعہ پر مجھے افسوس کے ساتھ اس بات کا ذکر بھی کرنا پڑتا ہے کہ خاکسار کے عاجزانہ خط کا مکرم صوفی صاحب مذکور نے جواب تک گوارا نہ کیا۔ حالانکہ میں نے خط میں نہایت ہی عجز و انکسار سے صرف "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" والی آیت کریمہ کی طرف توجہ دلا کر انہیں اس کے خلاف قرآن و حدیث سے تشریح کی درخواست کی تھی۔

ہمیں دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ کے مخصوص عقائد سے بحث نہیں۔ ہر شخص جو چاہے اپنے دل میں عقیدہ رکھے مگر یہ افتراق و الشقاق کی باتیں بہرحال قابلِ اصلاح ہیں۔ جہاں تک احمدیہ جماعت سے افتراق و بغض رکھنے کا تعلق ہے تو یہ ایک بے انصافی اور غیر اخلاقی عمل ہے۔ کیونکہ احمدیہ جماعت وہ ہے جس نے اپنے عمل سے اسلام کی حمایت اور اس کی خدمت کا ثبوت دے دیا ہے۔ نہ صرف خود حقیقی اسلام کا نمونہ دیا بلکہ ہزارہا فرزندانِ تثلیث و اصنام کو بھی مسلمان بنایا ہے۔ اور سینکڑوں جان نثار مبلغین کے ذریعہ اکنافِ عالم میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے کا عزم کر رکھا ہے۔ اور اس کا یہ پروگرام بفضلِ ایزدی روز افزوں ترقی پر ہے۔ ہمدم بس ہل

ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے رنگ میں، مخصوص عقائد سے صرف نظر کرتے ہوئے کیا یہ مناسب ہوگا کہ ایسی مبارک تقاریب پر سب مسلمان فرقے ایک جگہ مل کر میلاد النبی اور سیرت نبوی کی تقریبات کو احسن طریق پر منا کر اسے دنیا تک پہنچائیں۔ اس بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ٭ دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے ٭ جان بھی اس راہ پر قربان ہے
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں ٭ خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

(درثمین اردو)

جموں میں جنم اشٹمی کے موقعہ پر شری کرشن جی کا ذکرِ خیر

مکرم شری کانت ۔ ایل ملہوترہ صاحب مدیر اخبار روزنامہ "اُجالا" جموں کی خواہش پر ایک مضمون بعنوان "جنم اشٹمی لوگوں کے لئے یکجہتی اور آپسی پریم و محبت کا پیغام" لکھ کر دیا۔ جو اخبار اُجالا مجریہ ۲۴ر اگست میں شائع ہو چکا ہے جس کے بعض اقتباسات یہ ہیں:۔

"میں کرشن جی مہاراج کی پیدائش کے شبھ اوسر پہ اپنی طرف سے سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس مہان وکتی پرش نے لوگوں میں یکجہتی پریم و محبت اور بنی نوع انسان کی سیوا کا جذبہ اور پرمیشور سے روحانی تعلق پیدا کیا۔ پرماتما کا یہ اٹل قانون ہے کہ جب دھرم گھٹتا ہے اور لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں تو اس سمے بھگوان کسی نہ کسی مہان آتما کو سدھار کے لئے بھیجتا ہے چنانچہ آج سے پانچ ہزار ورش پہلے (جب شری کرشنؑ پیدا ہوئے) بھارت میں یہی اوستھا ہو گئی تھی۔

کرشن جی مہاراج نے ہوش سنبھالا تو کنس اور جراسندھ جیسے دشٹوں کا ناش کر کے اور ارجن جیسے پوتر آتماؤں کی رکشا کے لئے اُپدیش کر دیا کہ جب دھرم کی ہانی ہوتی ہے تو میں مظلوموں کی حفاظت کے لئے جنم لیتا ہوں۔

کرشن جی مہاراج نے ایسی تعلیم دی جس پر عمل کرنے سے دنیا کے کشٹ دور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ بھگوان اور سدھارن دکھی میں بھید نہیں ہے۔ سب کو ایک درشٹی سے دیکھنا چاہئے کسی سے دویش نہیں کرنا چاہئے جو سب پر دیا کرتا ہے۔ اور جو من میں بھید بھاؤ نہیں رکھتا وہی میرا بھگت ہے۔"

۲۴ر اگست کو سوامی آتشیا نند جی مہاراج اور ان کے تین ساتھیوں سے شری ست سنگ کیرتن منڈل واقع تالاب رانی جموں سے ملاقات ہوئی۔ اور ان سے شری کرشن جی مہاراج کی لائف۔ حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث "کان فی الہند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا" اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحریرات جن میں آپ نے شری کرشن جی مہاراج کو نبی یا اوتار رکھا ہے پر تبادلہ خیال ہوا۔ سوامی جی نے خواہش کی کہ آج گیارہ بجے رات ان کے ایک جلسہ میں کرشن جی مہاراج کی شان میں نظم پڑھوں۔ چنانچہ خاکسار نے قیس مینائی صاحب کی نظم پڑھی جسے بہت پسند کیا گیا۔ جس کے متعلق اگلے روز اخبار "اُجالا" مورخہ ۲۵ر اگست میں اس طرح رپورٹ شائع ہوئی:۔

"صدر جماعت احمدیہ جموں کی طرف سے شری کرشن جی سے اظہار عقیدت ست سنگ کیرتن منڈل رانی تالاب کے جلسہ میں پر جوش نظم خوانی"

"جموں ۲۴ر اگست۔ بابو محمد یوسف صاحب صدر جماعت احمدیہ جموں نے گزشتہ رات کو قریباً ۱۱ بجے شری ست سنگ کیرتن منڈل تالاب رانی جموں میں زیر صدارت آتشیا نند جی مہاراج ایک نظم بعنوان "شیام تمہیں" پڑھی۔ آپ نے نظم پڑھنے سے پیشتر اپنا تعارف یوں کرایا کہ میں احمدی مسلمان ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو امام الزمان مانتا ہوں اور حضرت محمد صلعم کی تعلیم کے مطابق شری کرشن جی مہاراج کو اپنے وقت کا نبی تسلیم کرتا ہوں اور ان سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے شری کرشن جی کے تمام سیوکوں کو جنم اشٹمی کے شبھ تیوہار پر دلی مبارکباد بھی دی۔ جلسہ گاہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور وہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔"

احباب دعا فرمائیں کہ ہماری طرف سے باہمی اتحاد و محبت کی ان مساعی میں اللہ تعالےٰ برکت ڈالے اور بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار (بابو) محمد یوسف صدر جماعت احمدیہ جموں

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو ضروری تفصیل سے مطلع فرما دیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۳۳۷ میں بشیر محمد ولد سخی محمد صاحب قوم بٹ پیشہ زمیندار عمر ۴۹ سال پیدائشی احمدی ساکن چارکوٹ ڈاکخانہ گلہوتی ضلع راجوری پونچھ صوبہ جموں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے:۔

زمین خشکی و آبی نو کنال قیمت		۱۰۰۰/۰۰ روپے
مکان ایک عدد	〃	۲۰۰/۰۰ 〃
بھینس ایک عدد	〃	۱۵۰/۰۰ 〃
بیل دو عدد	〃	۱۵۰/۰۰ 〃

میزان ۔ ۱۵۰۰/۰۰ روپے

گویا کل رقم میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی قیمت مبلغ ایک ہزار پانچ سو روپیہ بنتی ہے اس کے علاوہ میری آمد سالانہ حساب اسی زمین سے ہے۔ خاکسار اپنی جائیداد اور آمد کا دسواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز آئندہ جو بھی جائیداد میں پیدا کروں گا۔ اس کی بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری جس قدر سالانہ آمد ہوگی اس کا بھی دسواں حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ مذکورہ جائیداد سے علاوہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد موجود ہو تو اس کا بھی دسواں حصہ ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد میاں بشیر محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چارکوٹ وصیت کنندہ
گواہ شد شیخ حمید اللہ مبلغ جماعت احمدیہ پونچھ۔ گواہ شد بقلم خود محمد یوسف احمدی سکنہ چارکوٹ ڈاکخانہ گلہوتی ضلع پونچھ۔ گواہ شد مہر ولی موصی ۱۲۸۲۷ سکنہ چارکوٹ ڈاکخانہ گلہوتی ضلع پونچھ۔

نمبر ۱۳۳۳۸ میں ماسٹر عبد الرزاق ولد میاں وہاب الدین صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی سکنہ چارکوٹ ڈاکخانہ گلہوتی تحصیل راجوری ضلع پونچھ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ:۔
میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد محترم زندہ ہیں۔ میں اس وقت سرکاری طور پر گورنمنٹ کا ملازم ہوں۔ یعنی ٹیچر ہوں۔ میری تنخواہ اس وقت بمع الاؤنس پچھتر روپے (۷۵/۰۰) ماہوار ہے اس میں سے ۱/۱۰ دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔ اور آئندہ بھی جس قدر آمد ہوگی۔ اسی طرح ۱/۱۰ دسواں حصہ ادا کرنے کا ذمہ وار ہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی جائیداد ہوگی اس کی ۱/۱۰ دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آئندہ جس قدر بھی جائیداد خاکسار پیدا کرے گا۔ اس کے ۱/۱۰ دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کے دسویں حصہ کی ادائیگی کا کوشاں رہوں گا۔ لہٰذا وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان روبرو گواہان کرتا ہوں کہ مندرجہ ہے۔ مورخہ ۱۷/۴/۶۲

العبد بقلم خود عبد الرزاق مدرس مڈل سکول ڈھانگری تحصیل راجوری ضلع پونچھ۔ گواہ شد شیخ حمید اللہ مبلغ جماعت احمدیہ علاقہ پونچھ حال چارکوٹ ۱۷/۴/۶۲۔ گواہ شد۔ بشیر احمد ولد میاں فضل الدین صاحب چارکوٹ ڈاکخانہ گلہوتی تحصیل راجوری۔ ضلع پونچھ۔ بقلم خود بشیر احمد احمدی

احباب محتاط رہیں

ایک شخص محمد حسن خان نامی (پہلے نام غلط چھپ گیا تھا) اپنے تئیں بڑے رئیس کا بیٹا ظاہر کرتا ہے اور طرح طرح کی چکنی چپڑی باتیں کر کے لوگوں کو ٹھگ رہا ہے۔ یہاں بھی بعض دوستوں کو کافی نقصان پہنچا گیا اور دھوکہ دے کر چلا گیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ہوشنگ آباد پہنچ گیا ہے احباب اس شخص سے پورے طور پر محتاط رہیں۔
خاکسار محمد سلیمان پیادشل امیر صوبہ بہار

مختلف مقامات پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت جلسے

سونا گلی

مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۶۲ء کو جماعت احمدیہ سونا گلی نے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔ جلسہ کی حاضری ایک سو افراد پر مشتمل تھی۔ جن میں ساٹھ کے قریب غیر احمدی دوست شامل تھے جلسہ مولوی پیر بخش صاحب (غیر احمدی) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم چوہدری عبد القادر صاحب نے کی۔ اور خاکسار اور چوہدری فیض محمد صاحب جنرل سیکرٹری نے نظم پڑھ کر سنائی۔ پھر صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بتلاتے ہوئے کارروائی شروع کی۔ پہلی تقریر مولوی گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کی۔ جو نہایت ہی مؤثر تھی۔ اس کے بعد مکرم چوہدری فیض محمد صاحب نے پندرہ منٹ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد خاکسار نے ۱۵ منٹ تک حضور کی بعض روایات بیان کیں۔ پھر اطفال نے نظم سنائی۔ اور اس کے بعد حضور صلعم کے حالات زندگی پڑھ کر سنائے گئے۔

اختتام جلسہ پر مکرم مولوی گلزار احمد صاحب اور چوہدری عبد القادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت نے احباب کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

اس موقعہ پر تبصرہ یاران جماعت نے چائے کے ساتھ احباب جلسہ کی تواضع کی۔ غیر از جماعت احباب بہت عمدہ اثر لے کر گئے۔ اور بار بار ایسی مجالس قائم کرنے کی خواہش کی۔

خاکسار
کرم الدین سیکرٹری تعلیم و تربیت
جماعت احمدیہ سونا گلی۔

پونچھ

مورخہ ۱۷ر اگست ۱۹۶۲ء بروز جمعہ جلسہ سیرۃ النبی چار بجے شام احمدیہ بلڈنگ میں زیر صدارت مکرم میاں بشیر محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چارکوٹ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جو کہ مکرم عبد الحق صاحب خادم نے کی۔

اس کے بعد خاکسار نے افتتاحیہ تقریر کی۔ جس میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ پھر مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ اور مکرم مولوی احمد الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گورسائی نے سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ یہ تقاریر سامعین کے علم میں خصوصیت سے اضافہ کا موجب ہوئیں۔

درمیانی وقفوں میں محمود احمد صاحب ملک محمد صاحب اور کرم دین صاحب نے درثمین سے نظمیں پڑھ کر سنائیں۔ آخر پر صاحب صدر نے سامعین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ بعد دعا بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ میں جناب خواجہ صاحب کبیر الدین صاحب نائب تحصیلدار اور خواجہ غلام احمد صاحب گھنائی اور خواجہ غلام نبی صاحب انچارج اوقاف کمیٹی نے شمولیت فرما کر رواداری کا ثبوت دیا۔ جبکہ بعض دوسرے غیر از جماعت لوگوں نے اس مبارک تقریب پر بھی مخالفانہ رویہ اختیار کئے رکھا۔

خاکسار
محمد صدیق فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم عبد القادر صاحب جو کہ ہر پا کے باشندہ اور مخلص احمدی ہیں۔ تمام احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ان کے لئے اور ان کے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز انکی بچی بھی بیمار ہے۔ آپ اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی خاص طور پر دعا کی درخواست کرتے ہیں۔
خاکسار عبد السلام طالبعلم قادیان

۲۔ مورخہ ۱۹/۸/۶۲ کو اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو لڑکا عطا فرمایا۔ نومولود کا نام رشید احمد رکھا گیا ہے۔ عزیز کی اپنی صحت اچھی نہیں رہتی۔ اسی طرح اس کی والدہ بھی بیمار ہے۔ احباب کرام ہر دو ماں بیٹے کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔
خاکسار قریشی محمد سلیمان کشمیری
حال سٹل ڈیم

۳۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ السلام علیکم خاکسار کا لڑکا نادر کا عزیز وسیق احمد کا امتحان قریب ہے۔ ملتجیانہ اور درد مندانہ گزارش ہے کہ احباب عزیز کی کامیابی کیلئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ علاوہ ازیں [illegible]

یو۔پی میں تبلیغی و تربیتی دورہ (بقیہ صفحہ ۲)

جماعت احمدیہ لکھنؤ کے تمام احباب نے میرے ساتھ بہت ہمدردی اور محبت کا سلوک کیا۔ اور جو خدمت میرے سپرد کی گئی تھی اس کی ادائیگی میں میرے ساتھ ہر طرح تعاون کیا۔ خصوصاً جناب قریشی مختار احمد صاحب اور سیٹھ بشیر احمد صاحب کا شکر گزار ہوں کہ یہ دونوں آخیر تک میرے ساتھ تعاون اور ہمدردی کا سلوک کرتے رہے۔

شاہجہانپور میں اب لکھنؤ سے شاہجہانپور کے لئے روانہ ہوا۔ اور رات کے ساڑھے ۱۱ بجے وہاں پہنچا۔ صبح مکرم جناب حاجی عبد القدوس صاحب، مکرم ڈاکٹر عابد علی صاحب اور مکرم محمد عقیل صاحب سان وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ اس خاندان کی جہان نوازی اور کریمانہ اخلاق محتاج بیان نہیں۔ ایک خاندان جس نے ہر طرح احمدیت سے اپنا رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ اور احمدیت ہی کو اپنی زندگی کا طغرئ امتیاز سمجھتا ہے۔

شاہ آباد مجھے یہاں آکر معلوم ہوا کہ شاہ آباد سے مکرم عبد الستار خان صاحب مجھ سے ملنے آئے تھے۔ مگر پروگرام سے کچھ دیر پہنچا اس لئے ملاقات نہ ہو سکی۔ مختصر سے دن ان کے لڑکے مکرم عبد السلام صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی تشریف لائے اور مجھ سے شاہ آباد چلنے کی خواہش ظاہر کی۔ شاہجہانپور میں کوئی عملی پروگرام نہیں تھا۔ اس لئے میں شاہ آباد گیا۔ اور پھر مکرم عبد الستار خان صاحب کا نیاز حاصل کیا۔ ۲ گھنٹے جو ان کے ساتھ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

بریلی ۷ر اگست کو میں شاہ آباد سے بریلی کے لئے چلا۔ وہاں مکرم قریشی محمد یونس صاحب کے کارخانہ میں اترا۔ نماز عشاء ان دوستوں کے ساتھ پڑھی۔ عہدیداروں کا انتخاب کرایا۔ اور اسی رات بریلی سے امروہہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

اس عجلت کا سبب یہ ہوا کہ بریلی میں کوئی جلسہ کا پروگرام نہیں تھا۔ اور مجھے اپنی چھوٹی لڑکی کی علالت کی اطلاع ملی تھی۔ جس سے طبیعت ذرا بے چین سی تھی۔ اور میں جلد امروہہ پہنچ کر اپنی ڈاک دیکھنا چاہتا تھا۔

امروہہ میں ۸ر اگست کو امروہہ پہنچ گیا۔ اور مکرم منیر احمد صاحب صدر جماعت کے دولت کدہ پر اترا۔ مگر وہ جگہ شہر کے کنارے تھی۔ اور احمدیوں کی آبادی وسط شہر میں ہے اس لئے اسی دن مکرم مظہر احمد صاحب کے دولت خانے میں آگیا۔

میں نے نماز جمعہ یہاں پڑھائی خطبہ میں احباب جماعت کو کچھ اخلاقی باتیں بتائیں اور نماز جمعہ کے بعد عہدیداران کا انتخاب کرایا۔

نماز جمعہ کے بعد تمام احباب نے اتفاق رائے سے ایک عام جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر کیا تھا آناً فاناً انتظام ہو گیا۔ اور رات کو قریب ۹ بجے کے قریب لاؤڈ سپیکر کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میری تقریر کا عنوان تھا "اسلام اور سائینس" میں نے ۲ گھنٹے سے زائد اس پر اظہار خیال کیا۔ غیر احمدی خصوصاً عربی مدارس کے طلباء بہت دلچسپی سے یہ تقریر سنتے رہے۔ امروہہ میں کئی دینی درسگاہیں بھی ہیں۔ اس لئے میں نے ان طلباء کو زیادہ مخاطب کیا اور کہا کہ اس ایٹمی زمانے میں وہ اب تبلیغ قرآن کے لئے نئی تفسیر لے کر نکلیں وہ ستونوں کا بیان ہے کہ میری تقریر بہت ہی دلچسپی سے سنی گئی ہے۔ اور یہ کہ اس موضوع پر امروہہ میں یہ پہلی تقریر تھی۔

میری تقریر کے بعد مولانا سید محمد حسن صاحب کے لڑکے جناب کوثر صاحب نے ایک نعت سنائی۔ اور مجھے صبح کی چائے کی دعوت دی۔

تقریر کے بعد دینی درسگاہوں کے کئی طالب علم جو علاقہ بہار کے رہنے والے تھے مجھ سے ملنے آئے۔ اور بہت دیر تک تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔

صبح میں نے جناب کوثر صاحب کے ساتھ ناشتہ کیا۔ انہوں نے مجھے مولانا محمد احسن صاحب کا مزار بھی دکھایا۔ اس مزار پر مٹی کے سینکڑوں لوٹے پڑے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا یہ کوئی لوٹا شاہ کا مزار ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔

میں نے امروہہ میں چار دن قیام کیا۔ اتنے دن احباب امروہہ جس حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔ اس کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اعمال اور اموال میں برکت دے۔ آمین۔

دہلی ۱۱ر اگست کو میں امروہہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں جناب رحمت اللہ صاحب نوری سے ملاقات ہوئی۔ رات کا کھانا ان کے ساتھ کھایا اور پھر اسی رات دہلی سے قادیان کے لئے روانہ ہو گیا۔

میں اس مرتبہ قادیان ۵ روز سے زیادہ ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے روحانی برکات سے متمتع ہونے کا موقعہ عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ قادیان کے "سکھ نیشنل کالج" میں بھی نیشنل انٹیگریشن پر ایک تقریر کی۔ یہ تقسیم ہند کے بعد اس کالج میں ایک احمدی مبلغ کی پہلی تقریر تھی۔ کالج کے اسٹاف اور اسٹوڈنٹس نے پوری دلچسپی سے یہ تقریر سنی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے "سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسہ" میں بھی ایک تقریر کا موقعہ دیا۔ ان دونوں تقریروں کی رپورٹ بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اب میں قادیان کی مقدس بستی سے نکل کر کشمیر کی پُر کیف وادیوں میں بسلسلہ تبلیغ آیا ہوا ہوں۔

احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد

(بقیہ صفحہ ۸)

ہمارے ساتھ تعاون فرمایا۔ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت مکرم احمد حسین صاحب نائب امیر مکرم میر احمد صادق صاحب ایم اے۔ مکرم محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم عبد الحمید صاحب انصاری قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم محمد شمس الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت اور مکرم اکبر حسین صاحب انجینئر انسپکٹر دکن ایرویز وسکندرآباد اس کے علاوہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال جنوبی ہند اپنے قیام حیدرآباد کے دوران ہمارے ساتھ ہر قسم کا تعاون فرماتے رہے ہیں۔

ایک عرصہ سے جوبلی ہال کی اندرونی مرمت نہیں ہو سکی تھی۔ جس کی وجہ سے ایک وسیع اور اہم بلڈنگ کی حالت بہت ہی خراب نظر آتی تھی۔ چنانچہ انچارج صاحب دار التبلیغ کی تحریک پر مکرم سیٹھ عبد اللطیف صاحب ابن مکرم سیٹھ عبد الحی صاحب یادگیر نے ایک کثیر رقم خرچ کر کے جوبلی ہال کی اندرونی مرمت کروائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کے اموال میں برکت ڈالے اور ان پر اپنے فضل و کرم نازل کرے اور ہمیں اپنے فرائض منصبی کی کما حقہٗ ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ ستمبر ۶۲ء سے ختم ہے

۱۷۳۲ مکرمی احمد جی صاحب پوری اڑیسہ
۱۹۳۴ ۔ " منشی فیروز الدین صاحب جموں کشمیر
۱۵۸۴ ۔ " ارباب علی خان صاحب اڑیسہ
۱۵۸۷ ۔ " ڈاکٹر محمد لطیف صاحب یوپی جیتھاں
۱۴۵۳ ۔ " ایم کریم خان صاحب شیموگہ میسور
۲۰۹۳ ۔ " حاجی کریم صاحب شاہ آباد میسور
۲۰۴۴ ۔ " محمد عبد الرشید صاحب عادل آباد آندھرا
۲۰۷۹ " بشیر احمد صاحب ورکری جفت کنٹہ خورد۔ آندھرا
۱۷۹۱ " محمد صاحبداد خان صاحب گنیور
۱۷۰۷ " آٹو ٹریڈر کلکتہ
۱۵۷۲ " شیخ نبی اسمٰعیل صاحب مونگھیر بہار
۱۵۸۴ " سید مدار صاحب شیموگہ میسور
۲۱۸۱ " محمود علی صاحب کولڈ پیٹ آندھرا
۲۱۸۴ ۔ " سید عبد الحی صاحب اتاپور میسور
۲۱۸۹ ۔ مکرمی محمد شفیع صاحب بنگلور میسور
۲۱۸۴ " قاضی عبد الصمد صاحب جینو لی میسور
۱۴۳۰ " سیٹھ غلام قادر صاحب شرق سکندرآباد آندھرا
۲۲۵۲ " محمد عثمان نور صاحب بالاسور اڑیسہ
۲۰۱۲ ۔ " ڈاکٹر محمود رحم صاحب رشید پال یوپی
۱۷۰۶ " محمد ابراہیم صاحب سولہ کشمیر
۱۵۹۰ " مکرمہ مسز محمد صاحبہ مدراس
۱۹۵۴ ۔ " ایم سلیمان صاحب بمبئی
۲۱۶۸ " ابو ناصر صاحب بھاگلپور بہار
۱۹۹۶ " محمد احمد صاحب جمشید پور "

(مینیجر بدر)